کافر کون
؟
مؤلف:- علامہ مفتی عبد المنان کلیمی
ناشر
ادارہ تحقیقات و نشریات مجلس علمائے ہند مراد آباد

علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی

ادارۂ تحقیقات ونشریات مجلسِ علماے ہند، مرادآباد

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

سلسلہ اشاعت (۲)

باسمہ تعالیٰ

لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پ ۱۰/۱۴)

کافر کون؟

علمائے اہل سنت پر بے بنیاد اعتراضات کا دنداں شکن جواب

اور

دنیائے دیوبندیت کو عظیم چیلنج

از قلم

مناظر اعظم، قائد ملت، شیر اعلیٰ حضرت، علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی مدّ ظلہ العالی

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ اکرم العلوم، مولانا اکرم نعیمی روڈ، لال مسجد، مراد آباد

ناشر

ادارۂ تحقیقات و نشریات مجلس علمائے ہند، مراد آباد

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

کتاب: کافر کون؟

تصنیف: علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی مصباحی

موضوع: عقائد و کلام

طبع اول: ۱۹۷۸ء انجمن تحفظ ناموسِ رسالت قصبہ گھوسی، اعظم گڈھ

طبع دوم: ۱۹۸۳ء دائرۃ المعارف الامجدیہ، قادری منزل، گھوسی، اعظم گڈھ

طبع سوم: روضۃ المعارف خیرآباد مئو اعظم گڑھ

طبع چہارم: ۲۰۰۴ء فیضان مدینہ پبلیکیشن کامون کے، پاکستان

طبع پنجم: ۲۰۰۸ء ادارۂ تحقیقات و نشریات مجلس علمائے ہند، مرادآباد

صفحات: ۷۲

کمپوزنگ: مکتبہ مجلس علمائے ہند، مرادآباد

قیمت: 25

تقسیم کار

☆ اسلامک پبلیشر 442 گلی سرتوے والی، ٹیامحل، جامع مسجد دہلی ۶

رابطہ کے لئے

☆ مولانا اکبر علی اکرمی مکتبہ مجلس علمائے ہند جامعہ اکرم العلوم، مولانا اکرم نعیمی روڈ، لال مسجد، مرادآباد

فہرست مضامین کافر کون؟

تقدیم

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

شرف انتساب

میں اپنی اس علمی و دفاعی کوشش کو اس ذات گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کو دنیائے علم و سنیت عمدۃ المحققین، سلطان المناظرین، حامیِ سنت، قاطع بدعت، بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی نائب مفتی اعظم ہند و شارح بخاری کی حیثیت سے جانتی پہچانتی ہے اور جن کی بافیض شخصیت سے آج چمنستان رضا و گلستان علم و تحقیق سرسبز و شاداب ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

خاک پائے امجدی

عبدالمنان کلیمی

دار العلوم اہل سنت عربیہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد، ضلع اعظم گڈھ یوپی

احوالِ واقعی

(برائے چوتھا ایڈیشن)

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی مدظلہ العالی شہر مفتی مراآباد، سر پرست و رئیس ادارہ تحقیقات ونشریات مجلس علمائے ہند کی مشہور زمانہ تصنیف ''کافر کون؟'' علمائے اہل سنت کی حقانیت وصداقت اور علماے دیوبند کی دروغ گوئی، بہتان تراشی اور ان کے ہفوات ومزخرفات کی نقاب کشائی پہ ایک شاہ کار دستاویزی تصنیف ہے۔

یہ کتاب پہلی بار ''انجمن تحفظ ناموس رسالت'' گھوسی سے تقریبا آج سے کوئی تیس سال پہلے اشاعت پذیر ہوئی اور ایک ایڈیشن ''دائرۃ المعارف الامجدیہ'' گھوسی مئو اعظم گڑھ اور پھر اس کے بعد ایک ایڈیشن ''روضۃ المعارف'' خیرآباد مئو اور ایک ایڈیشن ''فیضان مدینہ'' کامون کے پاکستان سے چند دیگر کتابوں کے ساتھ ''علماے دیوبند کے لیے لمحۂ فکریہ'' کے نام سے مشترکہ طور پر سامنے آئی۔

اس کے بعد عرصہ دراز سے یہ کتاب نایاب ہوگئی تھی جس کے لیے اپنی جماعت کی اشاعت کتب کے تعلق سے بے اعتنائی کا بڑا دخل رہا کہ مفتی صاحب نے ایک معروف پبلیشر کی فرمائش و اصرار پر کتاب کی ایک مطبوعہ کاپی اور تیسری طباعت کے لیے ایک مبسوط مقدمہ جس میں حلقۂ دیوبند سے کتاب کے مشمولات کے جواب میں ایک معروف دیوبندی عالم مولوی عارف سنبھلی کا اظہار عجز پرمبنی مکتوب اوراس کا تجزیہ شامل تھا، ان کے حوالہ کردیا اور پھر مطمئن ہوکر بیٹھ گئے۔ اور اب تک انھوں نے نہ تو اسے چھپوایا اور نہ ہی لوٹانے کی زحمت اٹھائی۔ اب جب کہ کتاب کی اشاعت کا ہم نے پختہ ارادہ کرلیا ہے اس مقدمہ کے حصولیابی کے لیے کوشش کی گئی لیکن کوشش بسیار کے باوجود وہ مقدمہ ہاتھ نہ آسکا۔ اس قدر بے توجہی پہ سوائے افسوس کے اور چارۂ کار ہی کیا ہوسکتا ہے۔ ہم اس سے ناامید ہوکر اس اہم مقدمہ کے بغیر ہی کتاب پریس کے حوالے کررہے ہیں۔

مفتی صاحب اپنے قلمی اثاثے اور دیگر علمی وتاریخی کارناموں کی روائیداد اور تفصیلات کو ریکارڈ رکھنے کے سلسلے میں اتنے بے لوث واقع ہوئے ہیں کہ ان کی کثیر قلمی یادگاریں یہاں تک کہ ۳۰ سالہ فتویٰ نویسی کی کوئی بھی ریکارڈ کاپی ان کے پاس محفوظ نہیں ہے۔ اسی طرح طباعت واشاعت کی دنیا میں مفتی صاحب کے اہم یادگاری کارناموں میں سے ایک یادگار کارنامہ یہ ہے کہ اپنے استاذ گرامی محسن و مربّی حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدّث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی دستیاب کئی کتابیں پہلی بار آپ نے ضیاء العلوم خیرآباد کے زمانۂ تدریس و قیام میں قائم کردہ اشاعتی و تصنیفی ادارہ ''روضۃ المعارف'' خیرآباد سے شائع کیا لیکن ان ساری کتابوں کا مسودہ تو دور کی بات ہے اس کی کوئی مطبوعہ کاپی بھی ان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے محسن و مربی کی کتابوں کی اشاعت کا جذبہ ان کے اندر کس قدر تھا اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ایک کتاب میں اپنے استاذ گرامی کی کتاب کی اشاعت کے تعلق سے اس عزم کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

> ''عنقریب ہم استاذی و مرشدی حضور حافظ ملت قدس سرہٗ العزیز کے جملہ رسائل ایک جا منظر عام پر لانے جارہے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ ہمارے قارئین کرام حضرت کے علمی شہ پاروں سے مستفید ہوسکیں۔ دعا فرمائیں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں اس مقصد میں کامیاب فرمائے۔'' (آمین)
>
> سگِ بارگاہ عزیزی
>
> **عبد المنان کلیمی**
>
> روضۃ المعارف ضیاء العلوم، خیرآباد
>
> ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ/ مطابق ۱۸ر فروری ۱۹۸۴ء
>
> (پیش لفظ ''انباء الغیب، ص۴)

لیکن کسی وجہ سے وہاں سے دست بردار ہوجانے کے بعد اب تک یہ کام جوں کا توں یوں ہی معرض التوا میں پڑا رہا، اگرچہ ان کتابوں کے متعدد ایڈیشن مختلف جگہوں

سے شائع ہوئے ہیں۔ لیکن چوں کہ یہ اس لحاظ سے ایک اچھی پیش قدمی تھی کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی کتابیں یک نگاہ قارئین کے سامنے آجائیں اس لیے ان شاء اللہ جلد ہی ادارہ تحقیقات و نشریات کے زیر اہتمام اب اس اہم منصوبے کو "مجموعہ رسائلِ حافظ ملت" کے نام سے سامنے لایا جائے گا۔

اسی طرح چودہویں صدی کے مجدد اعظم، فقیہ اسلام، اعلی حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اجل ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی معراج کے موضوع پر "تنویر السراج فی ذکر المعراج" جو عرصۂ دراز سے کمیاب و نایاب ہوگئی تھی آپ نے ۱۹۷۸ء اسے "ذکر معراج" کے نام روضۃ المعارف خیرآباد سے منظر عام پر لایا۔ ملک العلماء علیہ الرحمہ ہی کی ایک دوسری اہم تصنیف "نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال ثواب" (۱۳۵۴ھ) کا بقول ڈاکٹر مختار الدین احمد دوسرا ایڈیشن روضۃ المعارف خیرآباد سے شائع کیا۔ تاہم میری معلومات کے مطابق اس کا پہلا ایڈیشن پٹنہ اور دوسرا ایڈیشن احسن المعارف کانپور سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا اور روضۃ المعارف سے جو ایڈیشن اس کا اشاعت پذیر ہوا ہے وہ حقیقت میں تیسرا ایڈیشن ہے۔ اس کے بعد ہند و پاک سے متعدد ایڈیشن اس کتاب کے شائع ہوئے۔ ابھی حال ہی میں "دورِ صحابہ میں ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں" کے نام سے صفہ فاؤنڈیشن پاکستان نے اس کا بڑا دیدہ زیب اور معیاری ایڈیشن شائع کیا ہے۔

اسی طرح قائد انقلاب متکلم اسلام حضرت علامہ شاہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کی ردّ وہابیہ میں شاہ کار تصنیف "تحقیق الفتوی" کی ہندوستان میں پہلی اشاعت کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔ آپ نے اسے ۱۹۸۲ء میں دائرۃ المعارف الامجدیہ سے شائع کیا۔ پھر بعد میں مسلسل یہ کتاب المجمع الاسلامی مبارک پور سے اشاعت پذیر ہوئی اور ہورہی ہے لیکن ان تمام کتب کی کوئی مطبوعہ کاپی ان کے پاس نہیں ہے۔ ان کتابوں کی موضوع اور مواد کی انفرادیت کے ساتھ ساتھ ان کی اشاعت کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ آپ نے اس وقت ان کتابوں کو زر کثیر صرف کر کے طباعت و اشاعت کے مراحل سے گزارا جب کہ اپنی جماعت میں اشاعتی ادارے، کتب خانے بہت کم

تھے اور کسی کتاب کی طباعت و اشاعت آسان نہیں تھی۔

یوں ہی ایک کتاب ''الحق المبین'' تصنیف لطیف علامہ سعید احمد کاظمی پاکستان جس کی اشاعت و طباعت کے لئے آپ نے کتابت و تصحیح وغیرہ کے سارے کام کرلیے تھے جب آپ خیرآباد سے مرادآباد جہاں آپ پچھلے بیس سالوں سے ہیں آنے لگے تو اسے المجمع الاسلامی مبارک پور کے حوالہ کردیا۔ جس کی اشاعت ابھی حال ہی میں حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی نگراں المجمع الاسلامی کی تحریک سے مجاہد ملت اکیڈمی اڑیسہ سے عمل میں آئی ہے۔ اور پھر یہی کتاب نئی کمپوزنگ و تصحیح سے المجمع الاسلامی مبارک پور سے بھی چھپی ہے۔ یہ سب اشاعت کتبِ علمائے اہل سنت کے تعلق سے آپ کے اخلاص کو بتاتا ہے۔

یوں ہی پہلی بار جماعت اہل سنت میں باضابطہ سمینار کی شکل میں کسی اہم دینی و علمی شخصیت پر پروگرام کی بنا آپ ہی نے ڈالی ۱۹۷۸ء میں جماعتِ اہل سنت کا پہلا سمینار قادری منزل گھوسی میں آپ نے اپنے وقت کی عبقری شخصیت خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ ابوالعلی علامہ مفتی امجد علی اعظمی پر کرایا، جب آپ جامعہ اہل سنت شمس العلوم گھوسی میں اپنے مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ۱۹۷۵ء میں فراغت کے بعد پہلے پہل درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس پروگرام میں معروف عالم دین مورخ اہل سنت حضرت علامہ یٰس اختر مصباحی صاحب دام ظلہ مقرر خصوصی تھے۔ اس پروگرام میں مدعو قلم کار و شرکاء میں وہ حضرات بھی تھے جو صدر الشریعہ سے براہ راست مستفید اور شرف تلمذ سے بہرہ ور تھے۔

آپ ان مقالات کی طباعت و اشاعت کے تعلق سے تیاری کرہی رہے تھے کہ اس درمیان شمس العلوم سے آپ دست بردار ہوگئے تو ان سارے مقالات کو مسودہ و روداد سمیت بحفاظت تمام دائرہ المعارف الامجدیہ جسے آپ نے ۱۹۷۵ء میں خصوصاً صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی تصنیفات کی اشاعت کے لیے قائم کیا تھا اور جس کے آپ نائب صدر بھی تھے کے سپرد کردیا اور دائرہ کے جنرل سکریٹری مولانا علاء المصطفیٰ قادری کے توسط سے ان سارے مقالات کو نازشِ فکر و قلم مولانا مبارک حسین صاحب مصباحی نے

حاصل کر کے ہندوستان کی مرکزی دینی دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے علمی ترجمان ماہنامہ اشرفیہ میں ''صدرالشریعہ نمبر'' کی شکل میں نکالا۔ یہ مقالات وسمینار پہلی بار باضابطہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی حالات زندگی اور دینی وعلمی افکار وخدمات پر پہلا کام تھا۔

کہاں تک ذکر کیا جائے اس طرح کی بہت سی باتیں اور یادگاریں ہیں جسے ہم پھر بھی ذکر کریں گے۔ اس سے ہمارا مقصود کسی بھی طرح مفتی صاحب کی ان اہم چیزوں کی جانب سے بے اعتنائی کو نہیں بتانا ہے بلکہ ذکر کا مقصود یہ ہے کہ موصوف جہاں فطرتاً منکسر المزاج واقع ہوئے ہیں وہیں وہ اپنی دینی خدمات کے حوالے سے بھی سراپا بے ریا واقع ہوئے ہیں۔

زیر گفتگو کتاب ''کافرکون؟'' چوں کہ عرصہ دراز سے نایاب تھی محدود نسخے ہی بعض اہم لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ اس کی اشاعت کا داعیہ میرے دل میں اسی وقت سے پیدا ہوگیا تھا جب ہم اپنے مادر علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد پہلے پہل مفتی صاحب کے زیر اہتمام و صدارت میں چل رہے مغربی اتر پردیش کی معروف ومعتبر قدیم دینی ادارہ جامعہ اکرم العلوم میں تدریس کے لیے آیا اور ان ہی کے ساتھ مبارک پور کا سفر ہوا۔

مفتی صاحب کی معیت میں اپنے استاذ گرامی مصلح قوم وملت حضرت مولانا عبد المبین نعمانی صاحب سے ملاقات کے لئے المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور حاضر ہوا۔ نعمانی صاحب نے بڑے پر تپاک انداز میں مفتی صاحب سے ملاقات کے بعد سب سے پہلے اسی کتاب کے پاکستانی نسخہ (جو اُسی سال پاکستان سے شائع ہوا تھا) کا ذکر کیا اور مفتی صاحب کی فرمائش پر لائبریری سے منگوا کر زیارت کرائی۔ پھر میرے استفسار پر اس کے ہندوستانی نسخے کے بارے میں بتایا کہ اس کا ایک نسخہ میری ذاتی لائبریری مملوکہ دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ میں تھی۔ اب وہ یہیں (المجمع الاسلامی مبارکپور) میں موجود ہے۔ پھر میں نے مبارک پور کے ایک دوسرے سفر میں مفتی صاحب کی کتاب کے اس ہندوستانی نسخے کی زیراکس کاپی کے ساتھ مفتی صاحب کے

میلاد و قیام کے موضوع پہ ایک کامیاب مناظرہ کی روداد پر مشتمل کتاب ''روداد مناظرہ پر یہار'' کی بھی زیراکس کاپی امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے لی۔ان شاء اللہ عنقریب اس روداد مناظرہ کو اکتوبر ۲۰۰۷ء کو ٹی وی پہ کیے گئے کامیاب عالمی مناظرہ کی روداد کے ساتھ ادارۂ تحقیقات ونشریات سے شائع کیا جائے گا۔

حسن اتفاق کہ میں اس کتاب ''کافرکون'' کی اشاعت کے لیے دوسرے ذرائع سے کوشاں ہی تھا کہ مفتی صاحب نے ''ادارہ تحقیقات ونشریات'' جو آپ کی ہندوستان گیر سماجی وملی تنظیم ''مجلس علماے ہند'' کا ایک حساس شعبہ ہے کے قیام کی خوشخبری سنائی۔

مذکورہ کتاب کی اہمیت اورافادیت کے پیش نظر مخیّر قوم وملت جناب حافظ شمس الحق رضوی مالک رضا ہوزری لدھیانہ و تاج الشریعہ مارکیٹ سرسنڈ سیتامڑھی رکن ادارۂ تحقیقات ونشریات جو دینی وملی اورقومی وسماجی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے ہمارے اس علمی، تصنیفی، اشاعتی اکیڈمی کی اعزازی و خصوصی ممبری شپ و رکنیت (۵۰۰۰ روپے) قبول فرمائی۔انھوں نے اس کتاب کی نئی طباعت واشاعت کے لیے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا اورادارہ کے رئیس وسر پرست مدظلہ نے کمال شفقت سے اسے شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جس کے لیے ہم ان کے بے حد ممنون ومشکور ہیں۔

اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں علماے دیوبند پر وارد کردہ معارضات کا آج تک جب کہ تیس سال کا طویل عرصہ گزرگیا اور باوجودیکہ یہ کتاب اپنی پہلی طباعت سے دوسری طباعت تک معروف علماے دیوبند تک بھیجی بھی جاتی رہی لیکن کسی نے جواب دینے کی جسارت نہیں کی۔اور جواب دینے کی جرأت کر بھی کیسے سکتے تھے جب کہ اس میں ٹھوس علمی دلائل اورحوالوں سے ان کی بے سروپا اور بے بنیاد اعتر ضات کا روایت ودرایت ہرزاویے سے جواب دیا گیا ہے۔

اس کتاب نے معروف علماے دیوبند مولوی عبد المالک بلیاوی (فاضل دار العلوم دیوبند) مولوی نورمحمد ٹانڈوی (وکیل فرقہ وہابیہ) مولوی ارشاداحمد (مبلغ دار العلوم دیوبند) کی

جہالت ولاعلمی کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ امید ہے کہ ادارہ کی یہ پہلی پیش کش جو نقش اول کی حیثیت رکھتی ہے، یقیناً عوام وخواص کی نگاہ میں قبولیت و پذیرائی حاصل کرے گی۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں ضمیمہ کے اندر ہم نے اپنی صواب دید اور موضوع کی مناسبت سے مفتی صاحب کی ایک اہم معلوماتی تحریر ''ردّ وھابیہ میں کتبِ اسلاف'' جو آپ نے ''تحقیق الفتویٰ'' پہ ضمیمہ کے طور پر لکھا تھا شامل کرلیا ہے۔ اسکی شمولیت کا مقصدایک تو عوام کے لیے افادہ ہے دوسرے یہ کہ اس مضمون کے اخیر میں مفتی صاحب نے ایک بہت ہی اہم مشورہ اپنی جماعت کے اہل قلم افراد کو یہ دیا ہے:

''معمولی تلاش وجستجو کے بعد یہ فہرست (رد وہابیہ میں اسلاف کی کتابیں) مرتب کی گئی ہے۔ اگر کوئی فاضل اس میں اسلاف کا کردار تصنیفات کے آئینے میں'' پر کام کریں تو ان کا عظیم علمی کارنامہ ہوگا اور بہت حد تک ان غلط فہمیوں کے ازالہ میں مدد مل سکتی ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں علماے دیوبند نے پھیلا رکھی ہیں۔''

آج عرصہ ہوا اس اہم رائے پر عمل نہ ہوسکا۔ میرے خیال سے مفتی صاحب کے ''ردّ وہابیہ میں کتب اسلاف'' کے مضمون کو سامنے رکھ کر ذرا تفصیل سے کوئی صاحب قلم اس موضوع پر کام کرے تو غیروں کی پھیلائی ہوئی اس غلط فہمی کا مکمل طور سے ازالہ ہوسکتا ہے کہ ''مولانا احمد رضا خاں فتویٰ تکفیر کے باب میں بڑے جری اور بے باک تھے'' کیوں کہ یہ ایسا موضوع ہے جو آج بھی تشنہ تحقیق اور اہل نظر کی توجہ کا مستحق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چند علما کی تکفیر کی ہے اور ردّ وہابیہ کے باب میں انھوں نے گراں قدر کارنامے انجام دیے ہیں۔ لیکن انھوں نے ان علماء کی تکفیر کی ہے جن کے عقیدے کے مطابق ایک دو نہیں عالم اسلام اور دنیا کے لاکھوں کروڑوں مسلمان کافر ومشرک قرار پا رہے تھے۔ اس واضح حقیقت کے بعد امام احمد رضا کو تکفیر مسلم میں بے باک کہنا یہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ پہ سراسر بہتان و افترا ہے۔ ایسا نظریہ رکھنے والے یا تو بلا مطالعہ لاعلمی کی وجہ سے یہ پروپیگنڈہ رچتے

ہیں یا جان بوجھ کر محض تعصب وعناد کے شکار ہیں۔ ان حضرات کو سوادِ اعظم اہل سنت کے دینی وعلمی مراکز کے علما و مشائخ کی جانب سے ان علما کی اہانت آمیز عبارتوں کے شرعی مواخذہ کا بھی سنجیدگی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ جیسا کہ اس کی اشاریاتی تفصیل مفتی صاحب کے اس مذکورہ (ردّ وہابیہ میں کتبِ اسلاف) مقالہ میں ہے۔ چنانچہ اسی جذبہ کے تحت ہم نے اس مضمون کو اس کتاب کے ضمیمہ کے تحت شامل اشاعت کیا ہے۔

اور یوں ہی موصوف کی ایک اہم تحریر "مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں" جو آپ نے مفتی سلیمان صاحب نعیمی برکاتی نائب مفتی جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد کے شدید اصرار اور تقاضے پر لکھا تھا کو بھی شامل کرلیا ہے۔ جس کی افادیت کے لیے بس اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ کچھ لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مجنوں کی بڑہانکتے رہتے ہیں اور عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں کہ مسلک تو چار ہی ہیں یہ پانچواں مسلک کہاں سے آگیا۔ جب کہ ان کی یہ گفتگو حقیقت سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں رکھتی۔ مفتی صاحب نے اپنے اس مضمون میں اس طرح کے بے جا الزامات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ضمیمہ کے تحت ان دو مضامین کے اضافے کو بھی ہمارے قارئین استحسان کی نظر سے دیکھیں گے اور پسند فرمائیں گے۔

رفتہ رفتہ ہم یوں ہی علما و اکابر اہل سنت کی قلمی یادگاریں اور ادارہ کے رفقا کی نئی تصنیفات آپ تک پہنچاتے رہیں گے۔ شرط ہے کہ آپ ادارہ کا خلوص مندانہ تعاون فرماتے رہیں۔

خیر اندیش

محمد ارشاد عالم نعمانی

مدیر ادارہ تحقیقات ونشریات مجلس علمائے ہند دہلی

☆☆☆☆☆☆☆

باسمہ تعالیٰ

سخن ہائے گفتنی

حق و باطل پر ہزار پردہ ڈالنے کی کوشش کی جائے حق حق ہے اور باطل باطل ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک جہاں باطل قوتوں نے جنم لیا اور پروان چڑھنے کی ناکام کوشش کی، وہیں اس کی سرکوبی اور اس کو سرنگوں کرنے کے لئے اللہ جلّ جلالہ وعم نوالہ نے انبیا و رُسل اور علمائے حق کا عظیم نورانی قافلہ اس روئے زمین پر بھیجا۔ جنھوں نے اپنی خدا داد توانائیوں سے اہل باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ اس خاکدانِ گیتی کو جنگ و جدال، باطل شعار اور باطل پرست عناصر سے پاک کرنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

لیکن اس میں بھی مشیتِ الٰہی اور خدا کی خاص مصلحت پنہاں ہے کہ اگرچہ حق و صداقت اور خدائی برہان و حجت نہایت وجلال کے ساتھ سرکش اور اہل باطل گروہ پر بلند و فائق رہی پھر بھی ان سے باطل پرست قوتیں ہمیشہ الجھنے کی ناروا جسارت کرتی رہیں۔ اس میں مصلحت کیا ہے قرآن کی زبان سے سنئے:

فَاِمَّا یَاتِیَنَّکُمْ مِنِّی هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اُوْلٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ.

ترجمہ: پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے، تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا سے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔ اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں

جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ رب العزت نے اہل حق کے لئے جنت اور اہل باطل کے لئے نار جہنم پیدا فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب سب بنی نوع انسان ایمان لے آئیں اور اہل حق کے زمرے میں داخل ہو جائیں تو پھر نار جہنم کا مستحق کون ہوگا؟ اسی وجہ سے ہمیشہ معرکۂ حق و باطل گرم رہا ہے اور تاوقت موعود گرم رہے گا۔

تاریخ حق و باطل کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ اہل باطل نے اپنے کو باطل پرست اور اہل کفر و طغیان ہونے سے انکار کیا۔ اور جب اہل حق نے ان کی فہمائش کی اور راہ راست پر آجانے کی تلقین کی تو بجائے حق و صداقت کے علم بردار ہونے کے انھوں نے اہل حق کو اذیت پہنچائی اور خود انہیں کو اہل باطل، فتنہ پرور اور فساد برپا کرنے والے جیسے نا قابل عفو الفاظ سے یاد کیا۔ جس کی تائید قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے ہوتی ہے:

وَ اِذَا قِیۡلَ لَھُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ اَلَاۤ اِنَّھُمۡ ھُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَ لٰکِنۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ.

اور جب ان سے کہا جائے زمین پر فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم تو سنوار نے والے ہیں۔ سنتا ہے! وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَھُمۡ اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَاۤ اِنَّھُمۡ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَ لٰکِنۡ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ.

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں۔ تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ سنتا ہے! وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

بالآخر یہ معرکۂ حق و باطل ہندوستان میں بھی گرم ہوا۔ اور ایسا گرم ہوا کہ آج ہندوستان کا کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں ہے جو اس لپیٹ میں نہ آیا ہو اور لوگ اس

محاذ سے نا آشنا ہوں۔ ہندوستان میں حق وصداقت اور ایمان و یقین کی جس جماعت نے ترجمانی کی وہ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت ہیں، جن کی قیادت و رہنمائی دور حاضر میں امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان نے فرمائی۔ اور جو لوگ اہل حق و جماعت اہل سنت سے نبرد آزما ہونے کی ناروا جسارت کی وہ علمائے دیوبند، فرقۂ اسماعیلیہ اور دیوبندی گروہ سے مشہور ہوئے۔

چنانچہ علمائے دیوبند نے اپنی سنت متوارثہ کے مطابق ۲/۳/ جون ۱۹۷۸ء کو دوہری گھاٹ ضلع اعظم گڑھ میں علمائے اہل سنت پر بے سروپا الزامات لگائے اور ان کو بدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جس کی ساری تفصیل حرفِ آغاز (پہلا ایڈیشن) میں راقم نے دے دی ہے۔

زیر نظر کتاب مندرجہ ذیل اکابر علمائے دیوبند کو دی گئی اور بذریعۂ تحریر وتقریر ان کو بار بار للکارا گیا کہ اگر کچھ بھی دم خم اور اپنے اندر صداقت پاتے ہوں تو اس کتابچہ کا جواب دیں اور یہ ثابت کریں کہ ہمارے مندرجات حق ہیں یا باطل؟ لیکن پانچ سال کا عرصہ ہوگیا کہیں سے اس کتابچہ کا جواب ناچیز کو نہیں موصول ہوا جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان علمائے دیوبند کے پاس ہماری اس کتاب کا کوئی جواب نہیں۔ اور ہم نے جو دلائل ان پر قائم کردیے ہیں وہ حق اور ان کے لئے موت کا پیغام ہے۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے وہ علما جن کو دستی یا بذریعہ ڈاک یہ کتاب دی گئی اور جواب دینے کی اپیل کی گئی یہ ہیں:

(۱) مولوی عبدالمالک بلیاوی (۲) مولوی نور محمد ٹانڈوی
(۳) مولوی ارشاد احمد دیوبندی (۴) مولوی عبدالباری مبارک پوری
(۵) مولوی بشیر احمد صدر مدرس مدرسہ محمدیہ گھوسی (۶) مولوی محمد عارف سنبھلی
(۷) مولوی منظور احمد نعمانی (۸) قاری محمد طیب دیوبند

(۹) مولوی طاہر حسین گیاوی (۱۰) مولوی عبدالحق مئو۔ وغیرہ وغیرہ

دیوبندی عوام

دیوبندی عوام سے یہ دردمندانہ گذارش ہم ضرور کریں گے کہ آپ بھی اس کتابچہ کا بغور مطالعہ کریں اور فیصلہ کرنے کی بھرپور کوشش کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ اللہ رب العزت سے قوی امید ہے کہ آپ یہ ماننے پر ضرور مجبور ہوجائیں گے کہ دور حاضر میں جن علما نے قرآن وسنت اور اقوالِ سلف کی صحیح ترجمانی و پیروی کی ہے وہ علمائے اہل سنت ہی ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ اگر آپ نے پہلے ہی سے کوئی نظریہ قائم کرلیا ہے اور یہ طے کرکے بیٹھے ہیں کہ علمائے دیوبند جو کہتے ہیں وہی صحیح ہے تو صبح قیامت تک آپ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے اور خالق کائنات نے جس امر عظیم کے لئے ہماری تخلیق فرمائی ہے اس کی ادائیگی میں ہم پیچھے رہیں گے۔

ہدیۂ تشکر

اس کتاب کی اشاعت پر ہم ''انجمن تحفظِ ناموس رسالت'' کے اربابِ حل وعقد کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنھوں نے اپنی طرف سے اس کتابچہ کو شائع کرایا اور مفت تقسیم کرکے وقت کی اہم ضرورت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعی بلیغ کی۔ اللہ تعالٰی ان کو جزائے خیر دے اور سعادت دارین سے مالا مال فرمائے۔

اہل دائرہ

اس کتابچہ کی ضرورت و اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن دائرۃ المعارف الامجدیہ کی جانب سے شائع کیا جارہا ہے ارباب ذوق حضرات سے پرزور گذارش ہے کہ کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں اور یہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ اس کتابچہ کی اشاعت ہو اور دیوبندی جماعت کے ہر ہر شخص تک یہ کتاب پہنچ جائے۔ اس کتابچہ کی تصحیح کا خاص خیال رکھا گیا ہے پھر بھی اگر کوئی فروگذاشت نظر آئے فوراً مطلع فرمائیں آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کردی جائے گی۔ و ما توفیقی الاّ باللہ۔

نیاز کیش

عبد المنان الکلیمی

نائب صدر: دائرۃ المعارف الامجدیہ، قادری منزل گھوسی اعظم گڈھ

مورخہ: ۱۷/ اپریل ۱۹۸۲ء مطابق ۳/ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حرف آغاز

(پہلا ایڈیشن)

مورخہ ۳-۴/ جون ۱۹۷۸ء بروز شنبہ ویکشنبہ مدرسہ جامع العلوم دوہری گھاٹ، ضلع اعظم گڈھ کی جانب سے دیوبندیوں کے دو روزہ اجلاس منعقد ہوئے جن میں مولوی ارشاد احمد صاحب مبلغ دار العلوم دیوبند، مولوی نور محمد ٹانڈوی صاحب، مولوی عبدالمالک صاحب نے تقریریں کیں۔ یہ جلسہ سیرت پاک کا جلسہ تھا مگر ان تینوں مقررین نے دو دن کے اجلاس میں ایک تقریر بھی سیرت پاک پر نہیں کی۔

ان سب کی ساری تقریریں اہل سنت پر طعن، سبّ وشتم، افتراء و بہتان سے پُر تھیں۔ جس کا اثر عوام پر یہ پڑا کہ لوگ بے زار ہوگئے اور سمجھ گئے کہ ان مولویوں کے پاس علم نام کی کوئی چیز نہیں سوائے گالی گلوج اور کوئی سرمایہ نہیں۔ ان تقریروں میں شانِ خدا اور رسول کے بارے میں بعض جملے ایسے تھے جو انتہائی سنگین توہین و گستاخی پر مشتمل تھے۔ مثلاً ایک صاحب نے کہا ''زبان مصطفیٰ پر خدا خود بیٹھ کر بولتا ہے۔'' ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل بیٹھنے اٹھنے سے منزّہ ہے اور وہ بھی کسی کی زبان پر بیٹھنا اور زیادہ اس کی شان سے ارفع واعلیٰ ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی شدید تنقیص ہے۔ نیز قرآن مجید کا غلط ترجمہ اور تفسیر ہے۔ آیت کریمہ و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ کا ترجمہ یہ ہے: یہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو وحی ہوتی ہے۔ وحی کے معنی زبان پر بیٹھنا نہیں یہ قرآن مجید کی تحریف معنوی ہوئی۔

نیز یہ کہا گیا ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زہر آلود طعام زبان پر رکھا تھا کہ زبان اینٹھ گئی۔'' یہ اعجاز نبوت کی تکذیب اور تنقیص شان رسالت ہے۔

یوں ہی آیۃ کریمہ انک لاتھدی من احببت، کے ترجمہ وتشریح میں کہا۔

''تمہارے بس کا روگ نہیں۔'' اس میں ہدایت کو روگ کہا۔ یہ اسلام کی شدید مذمت ہے۔ کیا اسلام روگ ہے؟ بیماری ہے؟ اسلام کو روگ اور بیماری کہنے والے کے بارے میں مسلمان خود فیصلہ کریں وہ کس زمرے میں داخل ہے؟ کہا تو ایک نے مگر سب نے بخوشی سنا اور اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا۔ یہ دلیل ہے کہ سارے دیوبندی اس سے متفق ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں عظمت خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عزت اسلام کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

ان مقرروں نے دوران تقریر جماعت اہل سنت اور علمائے اہل سنت کو جس طرح سبّ و شتم اور طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہوئے خلاف واقعہ اور بے اصل الزامات و اتہامات عائد کیے۔ ان سے سنجیدہ و ذی علم طبقہ میں بے پناہ خلش و اضطراب اور حیرت و استعجاب پیدا ہوا کہ کس ناروا جسارت و کمالِ بے حیائی کے ساتھ ان نام نہاد ذمہ دار علما نے غلط بیانی و دروغ گوئی سے کام لے کر علمائے اہل سنت کی مقدس ذاتوں پر بے سروپا الزامات لگا کر اپنے اپنے جذبۂ بغض وعناد کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ خلاف اصل واقعات کے انتساب سے جہاں ان کی مذہبی دیانت اور ملی حمیت کا اظہار ہوتا ہے اور دشنام طرازی و تکفیر سازی سے ان کی رواداری و خوش خلقی اور کسی کلمہ گو کو برا بھلا نہ کہنے کے بلند بانگ دعوؤں کا راز طشت از بام ہوتا ہے۔

ہم نے اس مختصر رسالہ میں پہلے ان کے پادر ہوا اعتراضات کے مسکت و مدلل جوابات اور پھر ضمناً ان پر معارضات بھی قائم کیے ہیں۔ تاکہ قارئین انہیں پڑھ کر دیوبندی جماعت کے گمراہ کن خیالات و نظریات سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ اور ان کے مکر و فریب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ و مامون رہ سکیں۔

آخر میں تیرہ سوالات بھی پیش کئے گئے ہیں۔ ہم تمام دیوبندی عالموں سے ان کے تحقیقی جوابات کے طالب ہیں۔ دیوبندی عوام سے بھی ہم باصرار کہتے ہیں کہ وہ اپنے علما کو ہمارے پیش کردہ سوالات کے جواب دینے پر مجبور کریں ورنہ اپنی غلطیوں کا برملا اعتراف و اقرار کریں۔

(۲)

مولوی عبدالمالک بلیاوی

فاضل دار العلوم دیوبند

کے

بے بنیاد اعتراضات کا دنداں شکن جواب

ہذیانات اور جوابات

(۱) مولوی عبدالمالک بلیاوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ خاں صاحب (مجدد اعظم امام احمد رضا قادری) نے اپنی کتاب الملفوظ حصہ چہارم ص۹ میں نوشیرواں کو غیر عادل کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت ترین گستاخی کی ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

جواب

مولوی عبدالمالک کا پہلا جھوٹ یہ ہے کہ انھوں نے الملفوظ کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف کہا حالاں کہ یہ اعلیٰ حضرت کے زبانی ارشادات کا مجموعہ ہے جو مرتب کیا گیا ہے۔

نوشیرواں عادل تھا کہ ظالم اس کو تاریخ کے آئینے میں دیکھیے۔

تھانوی صاحب کے بہت ہی خاص نیاز مند مولوی سلیمان ندوی سیرۃ النبی جلد چہارم ص۱۶۴ پر نوشیرواں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایرانیوں میں اس کی عدل پروری اب تک مشہور ہے مگر اس کو یہ مبارک لقب اپنے عزیزوں اور افسروں اور ہزاروں بے گناہوں کے قتل کے بدولت ملا۔''

''ہزاروں بے گناہوں کے قتل'' کا نام ''عدل'' مجوسی لغت میں تو ہوسکتا ہے مگر کسی صاحب لسان کی لغت میں ہرگز نہیں ہوسکتا۔

جس حدیث کا انھوں نے حوالہ دیا ہے وہ صحیح نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۳۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

''چنانچہ بز زبانہا مشہور است کہ ولدت فی زمان الملک العادل ونزد محدثین ایں صحیح نیست۔

ترجمہ: زبانوں پر مشہور ہے کہ ''میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا کیا گیا'' محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں۔

غیر صحیح حدیث کو مذہب بنانا دیوبندیوں ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نوشیرواں کے عادل و ظالم ہونے کے بارے میں وہیں لکھتے ہیں:

چوں درست باشد وصفِ مشرک بعدل حالاں کہ شرک ظلم عظیم است۔ قال اللہ تعالیٰ: ان الشرك لظلم عظيم۔

مشرک کو عادل کہنا کیسے درست ہوگا حالاں کہ شرک ظلم عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

عبدالمالک اور ان کے نیاز مند سارے دیوبندی بتائیں مجوسیت کو فروغ دینا، اس کو بزور شمشیر پھیلانا اور جو مجوسی نہ ہو اسے بے دریغ قتل کرانا عدل ہے کہ ظلم؟ کفر ہے کہ اسلام؟

اب اگر اعلیٰ حضرت نے یہ لکھا کہ وہ عادل نہیں تھا اور اس کے احکام کو حق جاننا کفر ہے تو یہ صحیح ہے کہ غلط؟ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتائیں کہ شیخ محدّث دہلوی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) مولوی عبدالمالک نے یہ بھی بیان کیا کہ: ''تمام بریلوی کافر ہیں جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اوران کا مقاطعہ کرنا چاہیے''۔

جواب: سارے دیوبندی بولیں کہ عبدالمالک کا یہ کہنا صحیح ہے کہ غلط؟ اگر غلط ہے تو اس کا اعلان کریں اور اگر صحیح ہے تو بتائیں مولوی اشرف علی تھانوی کا ارشاد کمالات اشرفیہ نامی کتاب میں ہے:

''بریلی والوں کے پیچھے ہماری نماز ہوجائے گی وہ ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن ہم انہیں کافر نہیں کہتے''۔ (ص ۳۸۱)

اور بولیے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ساتویں جلد ص ۱۱۱ میں ہے: ''مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں''۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی اشد الغالب میں لکھتے ہیں:

''اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو خان صاحب پر علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ سمجھتے تو خود کافر ہوجاتے''۔ (ص ۱۳)

''کافر ہوجاتے'' کا جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ کافر نہیں مسلمان ہیں۔ ابھی جنوری ۱۹۷۸ء کا دارالعلوم دیوبند کا حالیہ فتویٰ ہے جس میں تصریح ہے کہ ''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اوران کے ماننے والے مسلمان ہیں''۔

اب سب دیوبندی اکٹھا ہوکر مل جل کر یہ بتائیں کہ ان میں کون سچا ہے کون جھوٹا؟ اگر عبدالمالک سچے تو تھانوی صاحب، دربھنگوی صاحب اور دیوبند کے نئے پرانے مفتی صاحبان کافر ہوئے کہ نہیں؟ اور اگر دیوبندی اکابر سچے ہیں تو مولوی عبدالمالک، مولوی ارشاد، مولوی نور محمد، مدرسہ محمدیہ کے صدر مدرس اور مولوی عبدالباری مبارک پوری یہ سب اپنے اکابر کے مسلمہ مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافر ہوئے

یا نہیں؟

ے قریب ہے یارو! روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

....

(۳) مولوی عبدالمالک نے کہا: ''رضاخانی اولیاے کرام کے لئے تصرف اور اختیار مانتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے اور یہی مضمون تقویۃ الایمان وغیرہ دیوبندیوں کی دوسری کتابوں میں ہے۔

جواب: دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔

پھر عبدالمالک صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا: حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باورچی سے ایک بار فرمایا۔ مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ تو باورچی نے کہا: جو مانگوں گا ملے گا؟ حضرت نے فرمایا: ہاں! کئی بار کی تکرار کے بعد باورچی نے عرض کیا: آپ مجھے اپنا جیسا بنادیں۔ حضرت حجرے میں اسے لے گئے۔ تصرف فرمایا اور جب حجرے سے باہر نکلے تو پہچان ہی نہیں پڑتی تھی کہ حضرت کون ہیں اور باورچی کون ہے؟

بعینہ یہ مضمون مولوی وصی اللہ فتح پوری کے حوالے سے بھی ''معرفت حق'' جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ ص ۱۳ پر درج ہے۔

مولوی عبدالمالک بتائیں جب آپ کا یہ فتویٰ ہے کہ اولیاے کرام کے لئے تصرف اور اختیار ماننا کھلا ہوا کفر ہے تو آپ بقلم خود مشرک ہوئے کہ نہیں؟ اور آپ کے فتوے سے آپ کے ماضی قریب کے سب سے بڑے پیشوا مشرک ہوئے کہ نہیں؟ اور جب یہ آپ کے فتوے سے مشرک ہوئے تو ان کو مصلح امت کہنے والے سب کے سب مشرک ہوئے کہ نہیں؟

علاوہ ازیں آپ لوگوں کے پیشوائے اعظم قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:

کرم کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

ذرا حصر پر نظر کرتے ہوئے بتایئے کہ قاری طیب کے دادا صاحب مشرک ہوئے کہ نہیں؟ نیز یہی ممدوح ''قصائد قاسمی'' میں کہتے ہیں:

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اس کی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

''سگ کوئے مدینہ'' کے لئے اتنا بڑا تصرف کہ ابلیس جیسے ملعون قطعی جہنمی کو جنتی بنادے وہ بھی محض چھونے سے بولیے یہ شرک ہے کہ نہیں؟

آپ کے شیخ الہند صاحب گنگوہی صاحب کے مرثیہ میں لکھتے ہیں:

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم
نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

بولیے آپ کے شیخ الہند صاحب نے اپنے شیخ الکل فی الکل کے لئے نہ جانے کیا کیا تصرفات واختیارات ثابت کردیے۔

(۱) دین و دنیا کے قاضی الحاجات (۲) مردوں کو زندہ کرنے والے (۳) زندوں کو مرنے سے بچانے والے (۴) قضائے مبرم کو ٹالنے والے۔

بولیے آپ کے فتوے سے آپ کے شیخ الہند اور شیخ الہند کو شیخ الہند ماننے والے تمام دیوبندی کافر مشرک ہوئے کہ نہیں؟

نیز مولوی عبدالمالک نے کہا: حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا کہ میں نے ستر سال صرف کرکے یہ مرتبہ حاصل کیا ہے جب کہ حضرت کی کل عمر مبارک اکتالیس سال ہے۔ دیکھیے حیات باقیہ۔

بولیے واعظ صاحب تقریر کے منبر پر کھڑے ہوکر یہ صریح غلط بیانی کیسی مسلمانی ہے؟

رہ گیا اولیاے کرام کے لئے تصرف و اختیار تو یقیناً یہ ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے مگر یہ ہمارا خود ساختہ نہیں بلکہ سلف سے خلف تک تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا ہے اور ہے۔

درس نظامی کی عقائد کی مشہور کتاب عقائد نسفی میں ہے:

فتظهر الكرامة للولی من قطع المسافة البعيدة فی المدة القليلة و ظهور الطعام و الشراب و اللباس عند الحاجة و المشی علی الماء و الطيران فی الهواء و كلام الجماد و الحجار و اندفاع المتوجه من البلاء و كفاية المهم عن الاعداء و غير ذلک من الاشياء. (ص ۱۰۲)

ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ لمبی مسافت تھوڑی دیر میں طے کرنا، ضرورت کے وقت کھانا پینا لباس کا ظاہر ہونا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، جمادات اور بے زبان کا بولنا، مصیبت زدہ کا ان کی طرف توجہ کرنے کے وقت بلا دور کرنا، دشمنوں کے شر سے بچانا وغیرہ وغیرہ۔

بولیے یہ سب تصرفات اولیاے کرام کے لئے ثابت مان کر حضرت علامہ ابوالبرکات نسفی اور ان کو امام پیشوا ماننے والے تمام اہل سنت اور خود آپ لوگ کافر مشرک ہوئے کہ نہیں۔

علاوہ ازیں امام غزالی علیہ الرحمہ کی احیاء العلوم سے حضرت شیخ عبدالحق محدّث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''لمعات'' و ''اشعۃ اللمعات'' میں تحریر فرماتے ہیں:

من یُستمَد فی حیاته یُستمَد بعد مماته (باب زیارة القبور)

جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے وصال کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

نیز یہی حضرت شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات میں اور حضرت ملا عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس میں فرماتے ہیں:

چار شخص اپنی قبروں میں زندوں کے مثل تصرف کرتے ہیں۔ حضرت شیخ معروف کرخی، حضور غوث اعظم اور دو اور شخص رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور یہ چار ہی میں منحصر نہیں دیگر اولیاے کرام کے لئے بھی بعد وصال تصرف ثابت ہے۔

نیز حضرت شیخ نے ایک عارف کامل کا قول نقل کیا ہے کہ: ''بعد وصال ولی کا تصرف زیادہ قوی ہوتا ہے بہ نسبت حیات ظاہری کے''۔

بولیے یہ سب مقتدیانِ امت اولیاے ملت کو آپ نے کافر و مشرک کہہ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں نہیں بنایا تو کہاں بنایا؟

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

....

(۴) مولوی عبدالمالک نے اپنی تقریر میں کہا: ''یہ لوگ حضور کو حاضر و ناظر مانتے ہیں جب کہ یہ کھلا ہوا کفر ہے''۔

جواب

قرآن مجید میں ہے:

اَنَا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا. یٰآاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا-

''شاہد'' کے معنی خود حدیث میں ''حاضر'' کے ہیں۔

حجۃ الوداع کی حدیث میں ہے:

فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

میرا پیغام حاضر غائب کو پہنچا دے۔

نیز بالغ کی نماز جنازہ کی دعا خود حدیث میں مذکور ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا.

اے اللہ! بخش دے ہمارے زندہ کو، ہمارے مردہ کو، ہمارے حاضر کو، ہمارے غائب کو۔

تفسیر القرآن بالقرآن کے بعد قرآن کریم کی سب سے صحیح اور راجح تفسیر وہ ہے جو احادیث سے مستخرج ہو۔ اس بنا پر ان دونوں آیتوں کا ترجمہ یہ ہوا ''اے محبوب! ہم نے تم کو حاضر بنا کر بھیجا'' اور ہر حاضر جو بینا ہو اس کا ناظر ہونا لازم ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تم کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ قرآن و حدیث سے ثابت مضمون کو آپ نے کھلا ہوا شرک کہہ کر اللہ عزّ وجلّ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرک بنایا اب آپ بتایئے کہ آپ کس کے بندے اور کس کے امتی ہیں؟

علاوہ ازیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلوک اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

''بعد چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یکسر دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر۔

ترجمہ: باوجودان اختلافات اور کثرت مذاہب کے جو علمائے امت میں ہیں کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی حیات کے ساتھ بغیر شائبہ مجاز اور توہم تاویل کے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔

ملا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں:

لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃٌ فی بیوت اھل الاسلام

روح نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔

اب بتایئے! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کو تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ بتاتے ہیں اور آپ اس اجماعی عقیدہ کو کھلا ہوا شرک کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اہل سنت و جماعت کے سواد اعظم سے خارج اور **من شذ شذ فی النار** کے مصداق ہوئے کہ نہیں؟

؎ کس مست کی لگی ہے مگر اس کے سر کو ٹھوکر
کہ پڑا ہے میکدے میں یہ خم شراب اوندھا

(۵) مولوی عبدالمالک نے یہ کہا:

''ناچ گانا وہیں زیادہ ہے جہاں عشق رسول کا دعویٰ ہے۔''

جواب

اس اتہام و بہتان پر ہم سوائے اس کے اور کیا عرض کریں۔ **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین،** مگر اپنے جھوٹے خدا کے بندوں اور اپنے جھوٹے رسول کے امتیوں سے اس کا کیا گلہ وہ بھی ایسے جاہل و بے علم سے جو علی رؤس الاشھاد آیاتِ کریمہ غلط پڑھے اور اسٹیج کے بڑے بڑے گرگ باراں دیدہ گرم و سرد چشیدہ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے سنیں اور قرآن کریم کی غلط تلاوت پر کوئی تنبیہ نہ کرے۔

مولوی عبدالمالک نے پڑھا **و ما ینطق عن الھویٰ** ط اور ق کے زبر کے ساتھ۔

اللہ عز و جل نے صحیح فرمایا ہے:

اِنَّمَا یَفْتَرِی الکَذِبَ الَّذِیْنَ لَایُؤمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ.

جھوٹ وہی لوگ گڑھتے ہیں جو بے ایمان ہیں۔

ساری دنیا کو معلوم ہے کہ ناچ گانے باجے وغیرہ کی حرمت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور دیگر علمائے اہل سنت کے متعدد فتاویٰ ملک کے کونے کونے میں شائع ہو چکے ہیں۔

احکام شریعت حصہ ۲، ص ۹۴ پر ہے۔

''مزامیر حرام ہے''

اسی احکام شریعت کے ص ۲۷ پر ہے:

''ایسی قوالی (جس میں ڈھول سارنگی باجے ہوں) حرام ہے۔ حاضرین سب گنہ گار ہیں۔ ان سب کا گناہ ایسا عرض کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔''

پھر ان خرافات کے ارتکاب کا الزام علمائے اہل سنت پر رکھنا گمراہ گردی۔ ابلہ فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟ تمام عوام کالانعام کی غیر مشروع حرکتوں کا الزام علما پر دینا اگر

صحیح ہے تو دیوبندی فساق و فجار جو ناکردنیا دن رات کرتے ہیں کیا آپ ان سب کو جائز سمجھتے ہیں؟

(۶) مولوی عبدالمالک نے اپنی تقریر میں اس سے انکار کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب تھا۔

جواب:

دیوبندیوں کا اصل عقیدہ تو یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ (براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان)

فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۳ پر ہے:

''علم غیب خاصۂ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں''۔

نیز ص ۴۷ پر ہے:

''اور جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیا آں حضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل ہے۔''

لیکن علمائے اہل سنت نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر قرآن و احادیث سے دلائل قاہرہ قائم کردیے تو اب مجبور ہوکر ان دلائل کے جواب سے عاجز آکر اَن کہی بولنے لگے۔ چنانچہ براہین قاطعہ ص ۱۹۹، میں ہے۔ شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء مطبوعہ جمال پریس دہلی۔

''اس بات کو خوب یاد کرلینا ضرور ہے کہ عقیدہ سب کا ہے (کہ) انبیاے کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم الغیب ہیں۔''

واضح ہو کہ براہین قاطعہ اصل میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی لکھی ہوئی ہے جسے

انھوں نے اپنے مرید مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے شائع کرایا ہے جس پر گنگوہی صاحب کی بڑی زور دار تصدیق موجود ہے۔

نیز مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی توضیح البیان کے ص ۴ پر لکھتے ہیں:

''حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔''

نیز اسی میں اسی صفحہ پر ہے:

''سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات مقدسہ کے لئے نفس الامر میں علم الغیب ثابت ہونا۔ ثابت اور محقق امر ہے۔ (ملخصاً)

اب مولوی عبدالمالک بتائیں کہ آپ سچے ہیں یا آپ کے یہ اکابر سچے ہیں؟ اور سب دیوبندی بولیں یہ عبدالمالک کے فتوے کو صحیح مانتے ہیں؟ کہ اپنے پرانے بڑے بوڑھوں کے؟

رہ گیا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا کہ نہیں؟ اس باب میں صحابۂ کرام اور پوری امت کا کیا عقیدہ ہے؟ وہ مندرجہ ذیل سطور سے آپ پر واضح ہو جائے گا۔

آیۂ کریمہ: وَ لَئِنْ سَئَلْتَهُمْ لَيَقُوْلَنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ کے شان نزول کے بارے میں تفسیر درمنثور جلد سوم ص ۲۵۴ میں یہ ہے:

عن مجاهد فی قوله، و لئن سئلتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قال: قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان لبواد كذا و كذا فی يوم كذا و كذا و مايدريه بالغيب.

و لئن سئلتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قل ابا لله و اٰياته و رسوله كنتم به تستهزؤن. لاتعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم.

یعنی منافقین نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بتاتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں دن فلاں جنگل میں ہوگی انہیں غیب کی کیا خبر اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو (کہ تم نے یہ کیا کہا) تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ: کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو؟ بہانہ نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

دیکھیے! منافقین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا تو اس پر اللہ عز و جل نے فتوی دیا کہ یہ یعنی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب سے انکار اللہ کے ساتھ، اللہ کی تمام آیتوں کے ساتھ، اس کے رسولوں کے ساتھ ہنسی کرنا ہے۔ اور علم غیب کے انکار کی وجہ سے مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوگئے۔ یہ اس پر نص ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا انکار کرنا بنص قرآن کفر ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں کثیر آیات اس پر نص صریح ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاے کرام کو علم غیب تھا۔

چوتھے پارے میں ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.

اللہ تعالیٰ ہر کس و ناکس کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔ ہاں! برگزیدہ رسولوں کو مطلع فرماتا ہے۔

دوسری آیت میں ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ.

اللہ عالم الغیب ہے۔ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوائے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرمایا:

وَ مَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنَ.

اور وہ یعنی رسول غیب پر بخیل نہیں۔

اور فرمایا:

وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ.

اس کی تفسیر جلالین میں یوں ہے:

ای من الاحکام و الغیب.

یعنی اے محبوب! آپ جو کچھ احکام اور غیب نہیں جانتے تھے اللہ نے وہ سب تم کو سکھا دیا۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت خضر کے بارے میں ہے:

کان رجلا یعلم علم الغیب.

وہ علم غیب جانتے تھے۔

اس بحث کے تصفیہ کے لئے تمام دیوبندیوں کے پیران پیر غوث اعظم جناب حاجی امداد اللہ صاحب کا ارشاد پیش کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں علم غیب انبیا و اولیا کو نہیں ہوتا میں دیکھتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے''۔ (شمائم امدادیہ، ص۱۱۰)

....

☆

(۷) مولوی عبدالمالک نے علم غیب کے انکار کے ثبوت میں ''واقعۂ بھی افک'' کو پیش کیا کہ ''اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ حضرت ام المؤمنین پاک

دامن ہیں تو پریشان کیوں ہوتے؟ اور لوگوں سے پوچھ گچھ کیوں کرتے؟

جواب

اس اعتراض پر ہمیں حیرت ہے کہ یہ لوگ اپنی حدیث دانی پر بہت ناز کرتے ہیں۔ یا تو یہ کہیے کہ یہ ناز محض ڈھول کا پول ہے، یا پھر یہ کہیے کہ جان بوجھ کر عداوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خمار میں بے پڑھے لکھے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے قصداً حقیقت پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ اور تو اور خود بخاری شریف میں جو تقریباً ہر فارغ التحصیل کو حرف بہ حرف ضرور پڑھائی جاتی ہے۔

خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے:

وَ اللّٰہِ مَا عَلِمۡتُ فِی اَھۡلِی اِلَّا خیراً۔

قسم خدا کی! میں اپنے اہل کے بارے میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔

یہ ارشاد اس پر نص ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یقین کامل تھا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قطعاً پاک و صاف ہیں۔

بخاری پڑھی دین داری نہ آئی
بخار آیا ان کو بخاری نہ آئی

رہ گیا پریشان ہونا اور لوگوں سے پوچھ گچھ کرنا تو اس وجہ سے تھا کہ ماحول اتنا سنگین ہو چکا تھا کہ منافقین کی اُڑائی ہوئی افواہ پر بہت سے مخلصین ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ جس میں حضرت حسان بن ثابت اور مسطح کا نام سب کو معلوم ہے۔

اس کے علاوہ بہت بڑی نزاکت یہ تھی کہ حضرت ام المؤمنین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مخلص وفادار جانثار کی صاحبزادی تھیں۔ یہ فطرت انسانی ہے کہ جب کسی کے بھی عزیز و قریب کے بارے میں کوئی طوفان بے تمیزی اٹھایا جائے

تو اگر چہ معلوم ہو کہ یہ جھوٹ ہے مگر اذیت و پریشانی ضرور ہوگی۔ پوچھ گچھ اس لئے تھی کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ کون اس فتنہ میں بھی حق وصداقت پر قائم ہے۔

(۸) مولوی عبدالمالک نے اعلیٰ حضرت پر الزام لگایا کہ ''اعلیٰ حضرت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں سخت نازیبا اشعار لکھے ہیں اور حوالہ حدائق بخشش حصہ سوم کا دیا ہے۔

جواب

حدائق بخشش حصہ سوم نہ اعلیٰ حضرت نے مرتب فرمایا نہ اپنی حیات میں چھپوایا اور نہ اس میں مندرج اشعار اعلیٰ حضرت کی بیاض سے حاصل کیے گئے خود اس کے مرتب مولانا محبوب علی خان علیہ الرحمہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''مجھے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کچھ اشعار بریلی شریف، مارہرہ مطہرہ، رام پور، پیلی بھیت سے حاصل ہوئے۔''

''......... یہیں سے حدائق بخشش حصہ سوم کی صحت ارباب انصاف کی نظر میں سخت مجروح ہو جاتی ہے''۔

خود مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں کہے جاسکتے۔'' منقبت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں بالقطع والیقین یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شعر نہیں۔ تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو جس نے دیکھا ہے ان شعار کو اعلیٰ حضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کرسکتا یہ تینوں شعر کسی اور کے ہیں مجموعہ میں درج ہو گئے ہوں گے۔ (فیصلہ قرآنیہ ص ۱۳)

بہر حال یہ یقینی ہے کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں ہیں جیسے بہت سی موضوع جعلی حدیثیں اجلۂ محدثین کی تصانیف میں بنام حدیث درج ہو گئی ہیں اسی طرح یہ

اشعار بھی غلط فہمی اور تساہل پسندی کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب دیوان میں چھپ گئے ہیں۔

یہ اشعار کسی کے بھی ہوں حضرت ام المومنین کے بارے میں ہرگز نہیں۔ اتنی بات تو قطعی اور یقینی ہے۔ خود مرتب نے بار بار اخبار و رسائل اور پوسٹر میں یہ توضیحی بیان چھاپ دیا ہے۔ یہ تینوں اشعار ان گیارہ مشرکہ عورتوں میں سے کسی ایک کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی شریف وغیرہ کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ یہ اشعار درحقیقت حدیث میں وارد کلمہ "ملاء کسائھا" کی شاعرانہ ترجمانی ہے۔ یہ تین اشعار اور ان کے ساتھ چار اور اشعار ابتدا کے تھے مگر ناقل یا کاتب کی غلطی سے یہ تین شعر بیچ میں اور بقیہ اشعار آخر میں لکھ گئے فساد پرست عناصر کو شور مچانے کا موقعہ مل گیا۔

ان اشعار کو لے کر ہم پر مواخذہ کرنا اس وقت درست ہوتا جب ہم اس پر مصر ہوتے کہ یہ اشعار ام المؤمنین کے بارے میں ہیں اور اس کا مطلب کچھ اور ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خود چھاپا نہیں نہ ان کی بیاض میں ہے۔ جس نے اشعار کو چھاپا وہ کہہ رہا ہے کہ ناقل یا کاتب سے غلطی ہوئی اس نے شروع کے اشعار بیچ میں لکھ دیے اور وہ ام المؤمنین کے بارے میں نہیں بلکہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں تو اب کوئی دین دار عاقل انہیں ام المومنین کے بارے میں مان کر مرتب کو یا ہم اہل سنت کو الزام نہیں دے سکتا۔ ضد اور عناد کا تو دنیا میں کوئی علاج نہیں۔

(۹) مولوی عبدالمالک نے شیر بیشۂ اہل سنت پر یہ الزام لگایا کہ "انھوں نے یہ کہا کہ لوگو! میرے بھائی سے کیوں برہم ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی ہیں اور بڑے بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے جس سے مذاق کرنا اس ملت میں جائز ہے"۔

جواب

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت پر مولوی عبدالمالک کی طرف سے یہ بہت جیتا جاگتا افترا ہے اور بالکل جھوٹ ہے کہ انھوں نے کبھی ایسا کہا ہے۔ دیوبندیوں کی یہ عادت ہی ہے کہ جب ان کو کہیں پناہ نہیں ملتی جھوٹ پر جھوٹ گڑھتے ہیں، یہ آج کے دیوبندی مولویوں کا طریقہ نہیں ان کے بڑے بڑوں کی سنت ہے۔ مولوی عبدالمالک اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو حوالہ پیش کریں۔ گنگوہی اور انبیٹھوی صاحبان نے تو حضرت شیخ محدّث عبدالحق دہلوی پر جھوٹ باندھا۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے والد ماجد وغیرہ پر جھوٹ باندھا۔ تفصیل کے لئے التحقیقات مصنفہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی کا مطالعہ کریں۔

ہاں! حضرت ام المومنین کی توہین تمام دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے کی جسے سارے دیوبندی آج بھی اپنا ایمان بنائے ہوئے ہیں۔ اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کشف کو خواب بنا کر تعبیر ناموں کی آڑ لیتے ہیں۔

دیکھیے اسی کتابچہ کے سوالات کا نمبر ۶

دراصل یہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے جیسا کہ ان کے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی جیسی کرے۔ لکھا ہے۔ اسی بنا پر ان کے عظیم پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے بارگاہ ام المومنین میں گستاخی کرنے کی ناروا جسارت کی اور جب حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس امر کی جانب علمائے دیوبند کی توجہ مبذول کرائی تو توبہ واستغفار کرنے کے بجائے اہل سنت و جماعت پر بے سروپا الزامات تراشنا شروع کردیا۔ معاذ اللہ۔

☆☆☆☆☆

(۳)

مولوی نور محمد ٹانڈوی

وکیل فرقہ وہابیہ

کے

جاھلانہ الزامات کا مسکتانہ

جواب

الزامات اور جواب

(۹)مولوی نور محمد ٹانڈوی افسانہ نویس حقہ فروش نے ہم پر یہ طنز کیا: ''تم کو نسبت ہے اجمیر اور بہرائچ سے اور ہم کو نسبت ہے مکہ اور مدینہ سے۔''

جواب

بالکل صحیح ہے ہم کو اجمیر اور بہرائچ سے نسبت ہے اور ضرور ہے۔ اور ہم کو اس پر فخر بھی ہے کہ ہم حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری اور حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہما سے نسبت رکھتے ہیں۔ مگر ہم لوگ ان حضرات سے اسی بنا پر نسبت رکھتے ہیں کہ انہیں لوگوں نے ہم کو مکہ، مدینہ تک پہنچایا کہ یہ لوگ مکہ اور مدینہ کے پیغام کی تبلیغ ہی کے لئے ہندوستان آئے ہم اپنے محسن کا احسان ماننے والے احسان شناس ہیں۔ آپ اپنے کو دیکھیے کہ آپ نے ان محسنوں کے احسان کو فراموش کردیا اور ان سے اپنے آپ کو بے تعلق کرلیا۔ مگر گنگوہی جی سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ مکہ پہنچ کر بھی انہیں کو تلاش کرتے ہیں انہیں کی نگریا کی یاترا کا خمار چڑھا رہتا ہے چنانچہ آپ لوگوں کا نعرہ یہ ہے: ؎

پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی ص۱۰)

اب بولیے! آپ کو نسبت مکہ اور مدینہ سے ہے یا گنگوہ سے اور صرف گنگوہ سے آپ کو تعلق اللہ عز وجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا گنگوہی سے اور صرف گنگوہی سے آپ بھول گئے۔ ہمیں اجمیر اور بہرائچ سے نسبت ہے تو آپ لوگوں کو دیوبند سے ہے۔ اس لئے تو آپ لوگ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے، لکھتے، اور اس پر فخر کرتے ہیں۔

(۱۰) مولوی نور محمد نے یہ بھی کہا: ''ہم جتنا درود پڑھتے ہیں ان کا تمہارے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں''۔

جواب

آپ نے بہت انکساری سے کام لیا ہمارے ہی فرشتوں کو نہیں، آپ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ اگر واقعی آپ لوگ درود پڑھتے ہوتے تو قیام میں یا نبی سلام علیك پڑھنے سے کیوں منع کرتے؟

(۱۱) مولوی نور محمد نے کہا: ''رضا خانی مولانا امجد علی کو صدر الشریعہ یعنی شریعت کا صدر کہتے ہیں۔ اور شریعت کے صدر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ رضا خانیوں کی پیر پرستی اور شخصیت نوازی ہے۔

جواب

ہم پھر یہی کہنے پر مجبور ہیں کہ دیوبندی اپنے مدارس میں جا کر پڑھتے ہیں یا اپنے مدرسین کی خوشنودی میں شب و روز لگے رہتے ہیں یا پھر سب کچھ جان کر پڑھے لکھے ناواقف عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ درس نظامی کی مشہور کتاب شرح وقایہ کے مصنف کا لقب اور ان کے دادا کا لقب صدر الشریعہ سب کو معلوم ہے۔ خود صاحب شرح وقایہ نے اپنے دادا کو صدر الشریعہ لکھا۔ بولیے ان لوگوں کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

نیز آپ لوگ گنگوہی کو قدوۃ الانام (تمام مخلوقات کے پیشوا) قطب العالم (دنیا میں افضل) مخدوم العالم اور غوث اعظم کہتے ہیں۔ ''قدوۃ الانام'' کے معنی تمام مخلوقات کے پیشوا ''مطاع العالم'' کے معنی وہ جس کی تمام دنیا والے اطاعت کریں۔ تمام دنیا کے مقتدا، مطاع، مخدوم، قطب، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ بولیے!

اب کیا فتویٰ ہے؟ یہ پیر پرستی اور شخصیت نوازی ہے یا نہیں؟ حد درجہ کا غلو ہے یا نہیں؟ ''غوث اعظم'' کے معنی سب سے بڑا فرمادرس ہے اور سب سے بڑا فریادرس اللہ عز و جل ہے۔ بولیے! کیا اپنے گنگوہی کو خدا مانتے ہیں؟ اور غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ اسی لفظ صدر الشریعہ پر اعتراض کی پاداش میں گھوسی میں آپ کی اتنی درگت بن چکی ہے کہ اپنی قیام گاہ سے آپ کا باہر نکلنا سخت مشکل ہوگیا تھا لیکن بارش کی وجہ سے جب عوام منتشر ہوگئے تو راہ فرار اختیار کرلی۔

(۱۲) ٹانڈوی صاحب نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ ''احکام شریعت'' میں لکھا ہے کہ قدم بوسی سنت ہے کوئی اس کو ثابت کردے تو میں سمجھوں گا۔

جواب

اس پر ایک شعر یاد آتا ہے:

نزاکت اس گلِ رعنا کی دیکھیے انشا
نسیم صبح کے جھونکوں سے رنگ ہو میلا

لیجیے ثبوت اگرچہ یقین ہے کہ آپ سمجھ نہیں پائیں گے یا سمجھنے کے بعد بھی ناسمجھ ہی رہیں گے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۷ پر ہے:

''ایک دفعہ دو آدمی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب واپس ہونے لگے تو انھوں نے سرکار کی دست بوسی اور قدم بوسی کی۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فَقَبَّلَا یَدَیْهِ وَ رِجْلَیْهِ.

دوسری حدیث مشکوٰۃ شریف ہی میں ص ۴۰۲ پر ہے:

جب وفد عبدالقیس خدمت اقدس میں حاضر ہوا ان کی نگاہیں جب جمال انور پر پڑیں تو اپنی سواریوں سے کود پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

الفاظ یہ ہیں:

فَتَقَبَّلَ یَدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ رِجْلَیْہِ.

حضور اقدس کے سامنے صحابۂ کرام نے جو کام کیا بولیے وہ سنت نہیں تو کیا بدعت اور معصیت ہے؟

(۱۴) ٹانڈوی صاحب نے بڑے طمطراق سے یہ فرمایا کہ ''لفظ اعلیٰ حضرت کسی کو کہنا خلاف شرع اور توہین اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفر ہے۔ قرآن میں صرف چار جگہ اعلیٰ آیا ہے یا فرعون کی صفت ہے یا خدا کی۔ اور دونوں صورتوں میں کفر لازم آتا ہے اور اگر کوئی پانچویں جگہ بتادے تو میں اس کو پانچ پیسے کے بتاشے انعام دوں گا۔ یہ میری سخت پکڑ ہے۔ دلیل میں یہ بتایا کہ صحابہ کو حضرت کہا جاتا ہے تو اعلیٰ حضرت کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ سے افضل ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کہا جاتا ہے تو کسی کو اعلیٰ حضرت کہنے کا مطلب ہوا کہ حضور سے افضل ہے۔ اللہ عز و جل کو بھی حضرت سبحانہ کہتے ہیں۔ کسی کو اعلیٰ حضرت کہنے کا مطلب ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے افضل ہے''۔

جواب

اگر کسی کو ''اعلیٰ حضرت'' کہنے سے صحابۂ کرام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ عز و جل پر اس کی فضیلت لازم آتی ہے تو کسی کو حضرت کہنے پر بھی برابری لازم آتی ہے۔ بتایئے آپ لوگ اپنے مولویوں کو حضرت مولانا یا حضرت جی کہتے ہیں اس سے لازم آیا کہ آپ لوگ اپنے مولویوں کو صحابۂ کرام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم اور خداوند تعالیٰ کے برابر جانتے ہیں۔ بولیے یہ گمراہی اور کفر ہوا کہ نہیں؟

نیز سلطان محی الدین اورنگ زیب غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد شاہ جہاں مرحوم کو اپنے مکتوبات میں اعلیٰ حضرت لکھا ہے بتایئے وہ آپ کے فتوے سے کافر مرتد ہوئے کہ نہیں؟

دکن میں نظام دکن کو تمام عوام و خواص علما و مشائخ اعلیٰ حضرت کہتے اور لکھتے ہیں۔ بولیے یہ سب کے سب کافر ہوئے یا نہیں؟

نیز آپ اور آپ کی پوری برادری اپنے پیران پیر حاجی امداد اللہ کو ہمیشہ اعلیٰ حضرت کہتے اور لکھتے آئے ہیں۔ (تذکرۃ الرشید۔ ارواح ثلثہ)

بولیے آپ کے وہ تمام اکابر اصاغر اعلیٰ ادنیٰ احقر اکبر کہتر مہتر آپ کے فتویٰ کی رو سے کافر و مرتد ہوئے کہ نہیں؟

نیز تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۲۰ پر آپ کی جماعت کے مایہ ناز مورخ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے گنگوہی صاحب کو حضرت اعلیٰ لکھا ہے۔ بولئے ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ کیا لفظ کے الٹ پھیر سے آپ کا فتویٰ بھی الٹ جائے گا؟

آپ نے جو قرآن مجید کی مثال دی ہے اس کو ذہن میں رکھ کر جواب دیجیے گا اس میں لفظ اعلیٰ ہر جگہ بعد ہی میں آیا ہے۔ آپ نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ دوہری گھاٹ میں سب کے سب آپ کی برادری کے ہیں جو چاہیں گے کہہ لیں گے کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی کوئی پوچھے گا تو کہہ دیں گے کہ میں نے یہ نہیں کہا ہے یہ جھوٹ ہے اس لئے کہ جھوٹ بولنا تو آپ کے نزدیک خدا کی سنت ہے لیکن ان تقریروں کا ٹیپ ریکارڈ موجود ہے۔ نیز سننے والوں میں سیکڑوں اس کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اس لئے اب آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے کفری فتوے کی زد سے کم از کم اپنے گنگوہی جی، عاشق الٰہی میرٹھی، ارواح ثلثہ کے راوی معتبر نائی کو کفر سے بچایئے۔ اگر آپ کا

مسلک یہ نہیں ہے کہ آپ کا فتویٰ ہر جگہ بدلتا رہتا ہے۔ دین و مذہب بدلتا رہتا ہے۔ صبح کو کچھ شام کو کچھ، ٹانڈے میں کچھ اور باہر کچھ، ہم سے کچھ یاروں سے کچھ، درباں سے کچھ، تو بولیے کہ حاجی امداد اللہ کو اعلیٰ حضرت اور گنگوہی کو حضرت اعلیٰ کہنے والے لکھنے والے اب بھی آپ کے پیشوا، مقتدیٰ، مطاع، قدوہ، مخدوم، قطب وغیرہ وغیرہ ہیں کہ نہیں۔ اگر ہیں تو اپنے ایمان کی خبر لیجیے اور اگر نہیں تو اعلان کیجیے کہ دوہری گھاٹ آنے سے پہلے پہلے ان کو امام پیشوا جانتا تھا اور اب بریلویوں کی طرح ان کو کافر، مرتد، خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔

دکھاؤں عشق کی خود داریاں جگر میں بھی
جو ایک بات پر قائم غرور و ناز رہے

آپ نے جو یہ فرمایا ہے قرآن میں صرف چار جگہ اعلیٰ آیا ہے اگر کوئی پانچویں جگہ دکھائے تو میں انعام میں پانچ پیسہ کا بتاشہ دوں گا۔ ماشاء اللہ بڑی اچھی عادت ہے اور آپ کی ہمت کی داد دینی چاہیے۔

دیوبندیو! اگر تمہیں شرم و حیا ہے۔ ذرا بھی قرآن پر ایمان کا پاس ہے تو قرآن مجید کے اس تمسخر پر تم کو کچھ بھی غیرت آنی چاہیے تھی۔ اس نے قرآن مجید کے اندر موجود ایک دو نہیں دسیوں الفاظ کا انکار کیا لیکن نہ تمہیں غیرت ہے نہ آئے گی اور نہ ان مولویوں کو ذرا بھی غیرت آئی جو اسٹیج پر بیٹھے ہوئے واہ واہ کررہے تھے۔ قرآن مجید اٹھا کر دیکھو تلاش کرو معمولی تلاش کے بعد نو جگہ قرآن مجید میں لفظ اعلیٰ مل چکا ہے۔ قرآن مجید کے اندر موجود کسی ایک لفظ کو کہنا کہ نہیں ہے یہ کفر ہے یا نہیں؟ اگر کفر ہے تو بولو ٹانڈوی کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ یا کم از کم اتنا تو کرو کہ ٹاونڈی کو دکھا کر اس سے بتاشے تو وصول کرلو۔

بات دراصل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک تعظیمی لفظ ہے جیسے حضرت جو کسی ایک فرد کے ساتھ خاص نہیں جس کسی کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اسے حضرت کہتے ہیں یا اعلیٰ

حضرت کہتے ہیں اس قسم کے تعظیمی القاب میں حقیقی معنی لغوی مراد نہیں ہوا کرتا مثلاً ساری دنیا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم کہتی ہے۔ غوث اعظم کے حقیقی معنی ہیں سب سے بڑا فریادرس۔ لیکن بلا کسی انکار کے پوری امت یہاں تک کہ دیوبندی بھی غوث اعظم کہتے ہیں۔ بولیے یہاں کیا جواب دیں گے؟ امام اعظم کے معنی سب سے بڑا پیشوا۔ حقیقت میں سب سے بڑا پیشوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر دنیا حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام اعظم کہتی ہے۔ بولیے اس کا کیا جواب ہے؟

فاروق اعظم کے لغوی معنی سب سے بڑا حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔ یہ بھی حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں مگر سارے اہل سنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم کہتے ہیں۔ بولو اس کا کیا جواب ہے؟

اس قسم کے خطابات و القاب کسی شخص کو اس کی کسی خصوصیت کی بناء پر دیے جاتے ہیں اور وہ عوام و خواص سب میں پھیل جاتے ہیں۔ پھر وہ جس کا خطاب ہوتا ہے اس سے اس کی ذات سمجھی جاتی ہے۔ اس کے معنی لغوی کا بتمامہ صدق ملحوظ نہیں ہوتا۔ جیسے آج کل کا عرف ہے کہ مرکز کے سب سے بڑے وزیر کو وزیر اعظم اور صوبہ کے سب سے بڑے وزیر کو وزیر اعلیٰ کہتے ہیں۔ کیا وزیر اعلیٰ مرکزی وزیر اعظم سے بھی بلند ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں ہوتا۔ پھر ایسا کیوں کہا جاتا ہے اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ایک عرف قائم کرلیا گیا ہے کہ چوں کہ اس صوبہ کا سب سے بڑا وزیر بقیہ وزیروں میں سب سے بڑا ہوتا ہے اس لئے اس کو وزیر اعلیٰ کہا جاتا ہے یہ مراد نہیں کہ ملک یا دنیا کے سارے وزیروں میں سب سے بڑا ہے۔

القاب اور اس کے معنی حقیقی میں ادنیٰ مناسبت کافی ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت سے مراد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم تھے اس لئے ان کو اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔

(۴)

مولوی ارشاد احمد

مبلغ دار العلوم دیوبند

کے

بے سروپا اتہامات کا

رد بلیغ

اتہامات اور رد

(۱۴) مولوی ارشاد احمد (جس کو پوسٹر میں دار المبلغین ترساچٹی کے ایک اشتہار میں سید المرسلین لکھا گیا جن کا اسٹیج پر بدحواسی کے عالم میں چھوڑا ہوا چشمہ ناگپور دار العلوم امجدیہ میں محفوظ ہے) نے اپنی تقریر میں کہا کہ "یہ لوگ اعلیٰ حضرت کو عبدالمصطفیٰ کہتے ہیں۔ ہم لوگ اپنے کو عبداللہ"۔

جواب

دیوبندیوں کا حال ایسا ہے کہ جب ان کے پاس علما نہیں تو خالص جاہلوں ہی کو انھوں نے اپنا پیشوا بنالیا ہے۔ اس غریب کو عبد کے معنی کی خبر نہیں۔ عبد کے معنی بندے کے بھی ہیں اور غلام کے بھی ہیں۔ اللہ کی طرف نسبت ہوتی ہے تو اس کے معنی بندے کے ہوتے ہیں اور مخلوق کی طرف نسبت ہوتی ہے تو اس کے معنی غلام اور خادم کے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَانْكِحُوا الْاَيَامىٰ مِنْكُمْ وَ الصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اَمَائِكُمْ.

اپنی بیوہ اور اپنے نیک غلاموں کا اور باندیوں کا نکاح کرو۔

حدیث میں ہے:

لیس علی المسلمِ فی عبدہٖ و فرسہٖ صدقةٌ

مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام صحابۂ کرام کے سامنے منبر رسول پر بیٹھ کر یہ اعتراف کیا:

كنتُ مع رسولِ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم، فكنتُ عبدَه و

خَادَمه. (منثورات ص ۲۳. کنز العمال ص ۱۴۷)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں حضور کا غلام اور خادم تھا۔

بعد معنی خادم مراد لے کر اپنے کو عبد المصطفیٰ کہنے پر اعتراض کرنے والے بولیں۔ اس کا کیا جواب ہے؟

(۱۵) مولوی ارشاد نے کہا "تمہارے اعلیٰ حضرت نے اللہ کے لئے چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، غیبت کرنا، چغلخوری کرنا سب مانا ہے جو سراسر کفر ہے"۔

جواب

ارشاد احمد نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے اللہ عز وجل کو سیکڑوں گالیاں دی ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتایا اور نہ بتا سکتے ہیں کہ کس کتاب میں گالیاں دی ہیں؟ اور وہ گالیاں کیا ہیں؟ ہم سارے جہان کے دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کسی کتاب میں یہ دکھا دیں کہ انھوں نے اللہ عز وجل کو ایک بھی گالی دی ہے تو ایک ہزار روپیہ انعام۔

خدا پر جھوٹ کا عیب لگانے والے کذّاب، اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے سبّاب اپنے اکابر کے کفریات کی صفائی دینے سے عاجز ہیں تو اللہ عز وجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے مجاہد پر افترا کرتے ہیں۔ بہتان باندھتے ہیں۔ وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ دوہری گھاٹ میں سب ناواقف اور جاہل ہی بستے ہیں اس لئے جو سمجھ میں آیا بک دیا کسی دیوبندی کو اگر ذرا بھی غیرت اور دیانت ہو تو یہ ثابت کرے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اللہ عز وجل کو کس کتاب میں گالیاں دی ہیں، زبانی دی ہیں تو کب دی ہیں؟ مگر ہم کہے دیتے ہیں؟ کہ وہ ہرگز نہیں ثابت کر پائیں گے۔ اس لئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین" پڑھ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں۔

ہاں! اعلیٰ حضرت نے یہ ضرور لکھا ہے کہ دیوبندیوں کا خدا چوری بھی کرسکتا ہے، وہ تمام جہان کا تنہا مالک نہیں۔ اس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہیں جن کی ملک میں وہ چیزیں ہیں جو دیوبندی خدا کی ملک میں نہیں۔ ان پر للچائے تو چاہے ٹھگوں، لیٹروں کی طرح جبرا غصب کر بیٹھے۔ کیوں کہ وہ ظالم بھی ہوسکتا ہے۔ چاہے اچکوں، چوروں کی طرح مالکوں کی آنکھ بچا کر لے بھاگے۔ کیوں کہ وہ چوری بھی کرسکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۷۴۶)

اور اعلیٰ حضرت نے یہ غلط نہیں لکھا ہے بلکہ دیوبندی مولویوں کی تحریروں کے مطابق لکھا ہے۔

قصہ یہ ہے کہ ان کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی نے رسالہ یک روزی میں لکھا ہے:

> اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں۔ خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

اس پر مولانا دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعتراض کیا تھا کہ آدمی تو ظلم، جہل، چوری، شراب خواری کرتا ہے، تمہاری اس دلیل سے چاہیے کہ تمہارا معبود بھی سب کچھ کرسکے ورنہ آدمی سے قدرت میں گھٹا رہے۔ اس پر گنگوہی صاحب کے خلیفۂ اعظم دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵/ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ لکھا:

> چوری، شراب خواری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی ہے معلوم ہوتا ہے۔ غلام دستگیر کے نزدیک "خدا کی قدرت بندے سے زائد ہونا ضرور نہیں حالاں کہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے۔"

دیکھیے دیوبندیوں کے شیخ الہند صاحب نے صاف صاف قبول کرلیا کہ جب بندہ

چوری کرتا ہے تو اللہ بھی چوری کرسکتا ہے، جب بندہ شراب پیتا ہے تو اللہ بھی شراب پی سکتا ہے، جب بندہ جاہل ہوتا ہے تو اللہ بھی جاہل ہوسکتا ہے، جب بندہ ظلم کرتا ہے تو اللہ بھی ظلم کرسکتا ہے۔ اسی طرح بندہ جو کچھ کرسکتا ہے یا کرتا ہے اسی کو گناکر دیوبندیوں کے اس عقیدہ کے مطابق اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ ''دیوبندی ایسے کو خدا مانتے ہیں'' تو کیا غلط لکھا؟ جاکر اپنے شیخ الہند کی قبر پیٹیں۔ شان الوہیت میں گستاخی کرتے شرم نہیں آتی الٹے اللہ عزوجل کی سبوحیت، قدوسیت کی حفاظت کرنے والے پر جھوٹ کا افترا کر رہے ہو۔ اگر ذرا بھی اپنے مذہب کا پاس ہے تو اپنے شیخ الہند کی مذکورہ بالا عبارت کی صفائی پیش کرو۔

(۱۶) مولوی ارشاد نے کہا کہ ''لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ'' کو ہم بھی کفر سمجھتے ہیں۔

جواب

رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ دیکھ کر ذرا یہ بھی بتائے کہ اللھم صلی علیٰ نبینا و مولٰنا اشرف علی پڑھنا کفر ہے کہ نہیں؟ اگر کہیں کہ نہیں تو فاضل دیوبند مولوی سعید احمد اکبرآبادی کا اس پر یہ ریمارک ملاحظہ فرمائیں:

> ظاہر ہے کہ اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ شیطان کا فریب، شیطان کا دھوکہ ہے فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو۔ لیکن مولٰنا تھانوی صرف یہ فرماکر بات آئی گئی کردیتے ہیں کہ ان کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔''

اور اگر کفر ہے تو تھانوی صاحب کے بارے میں کیا ارشاد ہے جنھوں نے اس کفر بکنے والے کی یوں حوصلہ افزائی کی کہ ''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ متبع سنت ہے''۔

(۱۷) مولوی ارشاد احمد نے کہا: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدہ کے برابر کل امت کی عبادت نہیں ہو سکتی''۔

جواب

لیکن آپ کے یہ سب سے بڑے طنبور قاسم نانوتوی صاحب تحذیر الناس ص ۵ پر آپ کے خلاف گا رہے ہیں:

> ''انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''

بولیے! آپ کی رائے صحیح ہے یا آپ کے طنبور کی؟ جواب دیتے وقت یہ ذہن میں رہے کہ ''علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔'' یہ صیغۂ حصر ہے۔

(۱۸) انہیں ارشاد صاحب نے فرمایا کہ ''ہمارے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا نماز میں ضروری ہے یہ ہم پر افترا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔''

جواب

قبلہ یہ آپ نے اپنا نیا عقیدہ بتایا ہے ورنہ آپ کے مذہب کے معلمِ اول اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم ص ۹۵ پر لکھتے ہیں:

> ''صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بہ چندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔''

ترجمہ: نماز میں پیرا در دیگر بزرگان دین گو جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں کی طرف خیال لے جانا بہت زیادہ برا اپنے بیل اور گدھے کی صورت

میں ڈوب جانے سے ہے۔

آپ عوام کو آنا اور لانا میں الجھانا چاہتے ہیں۔ آپ بتایئے آنا اختیاری نہیں اور آپ اس کو ضروری قرار دیے ہیں تو بغیر لائے ہوئے یہ ضروری کام کیسے ادا ہوگا؟ نیز جب سلام پڑھیں گے۔ **السلام علیک یا ایھا النبی.** سلام آپ پر اے نبی؟ جب حضور کو پکارا جائے گا، مخاطب کیا جائے گا تو یہ حضور کا خیال آنا ہوگا کہ لانا ہوگا؟ واضح ہو کہ آنا بلاقصد ہوتا ہے اور لانا بالقصد۔

(۱۹) یہی دوہری گھاٹ کے دار المبلغین۔ ترساچٹی کے جلسہ والوں کے سید المرسلین نے الملفوظ کے اس ارشاد پر اعتراض کیا کہ "فرشتوں کے لئے حضرت آدم بمنزلۂ قبلہ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجود لہٗ تھے"۔

جواب

کیا کریں بے چارے نے زندگی بھر چندہ مانگا اور اپنے استادوں سے چندہ مانگنے کا فن سیکھا اگر علم ہوتا تو تفاسیر دیکھ لیتے۔

دیکھیے تفسیر کبیر ص ۴۵۵ جلد ۲ میں ہے:

ان الملئکۃ امروا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جبھتہ."

نیز تفسیر نیشاپوری جلد دوم ص ۷ پر ہے:

سجود الملئکۃ لآدم انما کان لاجل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی کان فی جبھتہ."

دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا۔

اب فرمایئے کیا ارشاد ہے؟

(۵)

دنیائے دیوبندیت

کو

عظیم چیلنج

بحمد اللہ! اس کتابچہ میں ہم نے دیوبندی علمائے کے سارے ہذیانات والزامات کے دندان شکن تحقیقی والزامی جوابات تحریر کردیے ہیں اگر ان میں کچھ بھی علمی صلاحیت ودینی حمیت ہوتو وہ ان کا رد کرنے کی جرأت کریں ہم ان کے جوابات اور تعاقب کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

اب ہم دیوبندی جماعت کے سارے مقتدر ومستند علما کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان میں کچھ بھی علمی لیاقت وملی صداقت موجود ہوتو ہمارے مندرجہ ذیل سوالات و معارضات کے جوابات دینے کی جرأت کریں۔ اگر جوابات دینے سے قاصر و عاجز ہوں تو اپنے غلط خیالات ونظریات سے تائب ہوکر مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت کو تسلیم کریں۔

سوالات

(ا) ''حفظ الایمان'' نامی کتاب جس سوال کے جواب میں تحریر کی گئی ہے وہ سوال یہ ہے:

اور (زید) کہتا ہے کہ علم غیب کی دوقسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدائے تعالٰی کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور بواسطہ اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے؟

تھانوی صاحب اپنے جواب کا خلاصہ ص۹ پر یہ لکھتے ہیں:

''اجوبۂ مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سرتا سر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے۔ ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں۔ زید کو چاہیے کہ توبہ کرے۔ اور اتباع سنت اختیار کرے۔''

زید نے اپنا عقیدہ یہ بیان کیا تھا کہ علم غیب سے اگر بالذات مراد ہو تو عالم الغیب خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نبی، ولی عالم الغیب نہیں۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نصوص ہے ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اللہ عز وجل عالم الغیب نہیں۔ بولیے! یہ کفر صریح ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی مطلب ہوا کہ خدائے تعالیٰ کے سوا اور یہ لوگ عالم الغیب بالذات ہیں۔ بولئے! یہ بھی کفر صریح ہے یا نہیں؟

(۲) ''براہین قاطعہ'' ص ۱۹۹ شائع کردہ مکتبہ رحیمیہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۴۶ء پر عبارت وعقیدہ درج ہے:

''اس بات کو خوب یاد کرلینا ضروری ہے کہ عقیدہ سب کا ہے انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم الغیب ہیں۔''

لیکن فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے خلاف بہت سی عبارتیں موجود ہیں۔ چنانچہ ص ۹۵ پر ہے:

''اور بعقیدہ عالم الغیب فریادرس ہونے کے شرک ہے۔''

ص ۹۶ پر ہے: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے''۔

ص ۶۵ پر ہے:

''علم غیب میں تمام علما کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔

ص ۳۷ پر ہے:

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے

سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔''

پس آپ بتائیے کہ براہین میں انبیٹھوی اور گنگوہی نے انبیائے کرام علیہم السلام کو عالم الغیب مانا اور اسے سب کا عقیدہ بتایا۔ گنگوہی اپنے فتاویٰ منقولہ بالا کی رو سے بقلم خود کافر و مشرک ہوئے کہ نہیں؟ اور ان کے مرید انبیٹھی صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب کے فتوؤں سے کافر مشرک ہوئے کہ نہیں؟

(۳)۔ فتاوی رشیدیہ ص ۶۹ پر ہے:

''اور نظم منزل من اللہ کو بدلنا اہانت اور بے تعظیمی قرآن کی ہوئی سو کفر ہوگیا۔''

اب آیئے دیکھیے اپنے شیخ الہند مولوی محمود الحسن کی **ایضاح الادلہ** اس کے ص ۹۳ پر ہے:

''یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا: **فان تنازعتم فی شیء فردوہ الیٰ اللہ و الرسول و الیٰ اولوا لامر منکم.** اور ظاہر کہ ''اولوالامر'' سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی نہیں۔

اس آیۃ کریمہ میں **و الیٰ اولو الامر منکم** نہیں ہے یہ آپ کے شیخ الہند کا اضافہ ہے اور نظم منزل من اللہ کی تبدیلی ہے وہ بھی اتنی قابلیت کے ساتھ کہ **الیٰ** کے بعد **اولو** واؤ کے ساتھ لکھا ہے۔ اور یہ تبدیلی بالقصد ہے کاتب کی غلطی نہیں ہے اور نہ سہو ونسیان ہے۔ اس لئے کہ یہی مدار استدلال ہے۔ اب آپ بولئے گنگوہی صاحب کے فتوے کی رو سے آپ کے شیخ الہند صاحب تحریف قرآن کر کے قرآن کی اہانت و بے تعظیمی کر کے کافر ہوئے کہ نہیں؟

(۴) الجمعیۃ کے شیخ الاسلام نمبر ص ۱۳۹ پر ہے:

خضعوا له اعناقهم و جباههم. تابوا و للاذقان خروا سجدا.

ترجمہ: ان لوگوں نے حضرت (ٹانڈوی) کے روبرو اپنی گردنوں اور پیشانیوں کو جھکا دیا وہ لوگ تائب ہوئے اور منہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔

بولئے! شیخ ٹانڈہ کے لئے یہ سجدۂ عبادت تھا یا کہ سجدۂ تحیہ؟ اور بہر تقدیر یہ سب سجدہ کرنے والے اور اپنے آپ کو سجدہ کرانے والے کون ہوئے؟

(۵) اسی شیخ الاسلام نمبر کے ص ۴۴ پر ہے:

جلال عشق مصاف خودی جہاد و ستیز
حسین ما بمقام محمدی محکم

ترجمہ: عشق کے جلال خودی کی صف بندی جہاد اور لڑائی میں ہمارے حسین احمد مقام محمدی پر پختگی کے ساتھ قائم ہیں۔

بولیے! مقام محمدی پر فائز ہونے کا کیا مطلب ہے؟ مقام محمدی میں نبوت و رسالت اور ختم رسالت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا آپ کے شیخ ٹانڈہ خاتم النبیین امام الرسل تھے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر نہیں تھے تو پھر مقام محمدی پر کیسے محکم تھے؟ اور اگر تھے تو یہ کفر صریح ہے یا نہیں؟

(۶)— آپ لوگوں کے حکیم الامت اپنے ماہواری رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں:

''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن معاً (اسی نئی کمسن جورو) کی طرف منتقل ہوا، اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔''

بولیے! اس میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صریح توہین ہے یا نہیں؟ اور تھانوی صاحب حضرت صدیقہ کی یہ توہین صریح کر کے رافضی تبرائی اہل سنت سے خارج ہوئے کہ نہیں؟ واضح رہے کہ یہ ایک ذاکر صالح کا کشف ہے خواب نہیں کہ اس کی تعبیر کسی جنتری یا تعبیر نامہ میں تلاش کریں۔

(۷) آپ کے حجۃ الاسلام قاری طیب کے دادا مولوی قاسم نانوتوی ''قصائد قاسمی'' میں لکھتے ہیں:

جو چھوبھی دیوے سگ کوچہ ترا اس کا نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

اس کے بارے میں سنبھل کے مولوی احمد حسن، مولوی ظہور الدین، مولوی سعید احمد، مولوی وارث علی، مولوی محمد ابراہیم کا مشترکہ فتویٰ ہے کہ:

''یہ شعر پڑھنا حرام و کفر ہے۔ اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے۔ ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ کسی بے ہودہ جاہل آدمی کا شعر ہے اس کا لکھنا پڑھنا دونوں کفر ہے۔''

بولیے! یہ فتویٰ صحیح ہے کہ غلط؟ اگر صحیح ہے تو آپ لوگ مولوی قاسم کو حجۃ الاسلام مان کر کیا ہوئے؟ اور اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو یہ مفتی صاحبان آپ لوگوں کے حجۃ الاسلام کو خارج از ایمان، جاہل، بے ہودہ کہہ کر کیا ہوئے؟ نیز یہ بھی بتایئے کہ ابلیس کا جہنمی ہونا قطعی ہے یا ممکن الزوال؟ نیز یہ کہ خلد میں کسی کے لئے موت ہے کہ اس کا مزار بنایا جائے؟ نیز قبر کو مزار اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی زیارت کی جاتی ہے آپ لوگوں کے وہاں تو بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے کیا ابلیس کے قبر کی زیارت کرنا آپ لوگوں کے یہاں جائز ہے؟

(۸) آپ کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے رسالہ یکروزی ص۱۴۴ پر لکھا ہے:

''بعد اخبار ممکن ہست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان مثل اصلا منجر بہ تکذیب نصے از نصوص نہ گردو وسلف قرآن بعد انزال ممکن است۔''

ترجمہ: ممکن ہے کہ یہ آیت (ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین) لوگوں کو بھلادی جائے! تو اب یہ کہنا کہ حضور کا مثل ممکن ہے کسی نص کو جھوٹا کہنے کا

موجب نہ ہوگا اور اتارنے کے بعد سلب قرآن ممکن ہے۔

بولیے! آپ کے امام الطائفہ کا یہ ارشاد آیہ کریمہ **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون.** کو صریحاً جھٹلاتا ہے کہ نہیں؟ مابین الدفتین جو کچھ محفوظ ہے ان میں سے کسی کا پوری امت کے ذہنوں سے بھلا دینا محال شرعی ہے یا نہیں؟ جو اس کا قول کرے وہ کافر ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتایئے کہ اگر کسی نے کوئی بات کہی اس کو سننے والے بھول گئے اور کہنے والے نے اپنی کہی ہوئی بات کے خلاف کہا یا کیا وہ جھوٹا ہوگا یا نہیں؟

(۹) یہی آپ کے امام الطائفہ اپنی مشہور کتاب **ایضاح الحق** میں لکھتے ہیں:

''تنزیہ تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلاجہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ہست اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔

ترجمہ: اللہ عزوجل کو زمان و مکان اور جہت سے منزہ ماننا اور اس کی رویت کو بلاجہت و محاذات کے ثابت کرنا بدعات حقیقہ سے ہے اگر ایسے عقیدے والا اس کو عقائد دینیہ سے شمار کرے۔

بولیے! آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول صحیح ہے کہ غلط؟ اگر غلط ہے تو امام الطائفہ کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ اور اگر یہ مقولہ صحیح ہے تو بتایئے آپ لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا گھر کہاں ہے؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ اور وہ کس طرف رہتا ہے؟ اس کا دیدار ممکن ہے یا محال شرعی؟ اور اگر اس کا دیدار ہوگا تو محاذات اور جہت کے ساتھ ہوگا یا بغیر اس کے واضح کریں؟

(۱۰) فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱ پر ہے:

''اور جو شخص صحابۂ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے۔ اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا''۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابۂ کرام کو کافر کہنے والا۔ آپ لوگوں کے نزدیک سنی صحیح العقیدہ ہے لیکن اسی فتاویٰ رشیدیہ کے ص۶ پر ہے۔ ''اہانت علمائے حق کفر ہے۔'' بولیے! گنگوہی صاحب کے دوسرے فتوے کی رو سے علما کا درجہ صحابہ سے بڑھا یا نہیں؟

(۱۱)— فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۱ پر ہے:

''منی آرڈر کرنا سود ہے''، **دوسرے فتوے میں ہے:** ''منی آرڈر سے روپیہ بھیجنا نادرست ہے اور داخل ربوٰ ہے اور جو محصول دیا جاتا ہے نادرست ہے۔''

بتایئے کہ تمام دیوبندی مدارس میں اور تمام دیوبندی مولویوں کے پاس ملک کے کونے کونے سے منی آرڈر بھیجے جاتے ہیں اور خود دیوبندی مولوی بھی بھیجتے ہیں یہ سب سود کھانے والے اور کھلانے والے ہوئے کہ نہیں؟ اور بہ حکم حدیث **لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اٰکل الربوٰ و موکلہ و شاھدہ و کاتبہ**۔ منی آرڈر بھیجنے والے، لکھنے والے، وصول کرنے والے، گواہی کرنے والے ملعون ہوئے کہ نہیں؟

(۱۲)— تذکرۃ الرشید جلد اول ص۹۶ میں ہے:

''ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علما ہیں اس کے مہمان کا کھانا میں پکاؤں گا''۔

اس خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو یہ خواب بیان کرنے والے لکھنے والے، چھاپنے والے کافر، مرتد ہوئے کہ نہیں؟ اور اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہیں تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ گنگوہی صاحب ہمارا برتن مانجھ رہے تھے اور نانوتوی صاحب میرے جوتے کی پالش کر رہے تھے تو آپ لوگوں کو برا تو نہیں لگے گا؟

(۱۳) شیخ الاسلام نمبر ص ۵۹ پر ہے کہ:

''تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ کبھی خدا کو بھی اس عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانون سے فروتنی کرتے دیکھا ہے۔ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کے تمہارے گھروں میں آ کر رہے گا۔ تم سے ہم کلام ہوگا۔ تمہاری خدمتیں کرے گا۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ تو پھر میں کیا دیوانہ ہوں، مجذوب ہوں کہ بڑ ہانک رہا ہوں۔ نہیں بھائیو! یہ بات نہیں ہے سڑی ہوں نہ سودائی۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے مگر سمجھ کا ذرا پھیر ہے۔ حقیقت و مجاز کا ذرا فرق ہے۔ تو پھر خدا را بتاؤ کہ جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف اس بندہ کو دیکھا وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ برتر کا جلوہ خود اسی سرزمین پر دیکھا ہے''۔

کیا اس اقتباس میں شیخ ٹانڈہ کا خدا ہونا یا خدا کا شیخ ٹانڈہ کے روپ میں گلی کوچوں میں چلتے پھرتے رہنا تسلیم کرے شان الوہیت میں گستاخی نہیں کی گئی ہے؟

(۶)

انتباہ

دیوبندی مقررین کے جملہ اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات اس رسالہ میں ہم نے درج کردیے ہیں پھر بھی اگر کسی اعتراض کا جواب باقی رہ گیا ہو یا آئندہ کسی قسم کا کوئی اعتراض کرنا چاہیں تو بذریعۂ تحریر یا تقریر پیش کریں ہم بفضلہٖ تعالیٰ ان کے مدلل جوابات دینے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

تمت بالخیر

(٧)

ضمیمہ

(۱) کتبِ اسلاف در ردّ وھابیہ وتقویۃ الایمان

(۲) مسلک اعلیٰ حضرت کوئی پانچواں مسلک نہیں

کتبُ اسلاف در ردّ وھابیہ وتقویۃ الایمان

اسمائے اسلاف	کتب اسلاف
۱۔ مولانا شاہ مخصوص اللہ صاحب دہلوی بن شاہ رفیع الدین دہلوی	معید الایمان ردتقویۃ الایمان
۲۔ مولانا محمد موسیٰ صاحب دہلوی بن شاہ رفیع الدین	سوال و جواب
۳۔ // // //	حجۃ العمل فی ابطال الحیل
۴۔ مولانا شاہ فضل رسول بدایونی ۱۲۱۳/۱۲۸۹ھ ہم عصر شاہ اسمٰعیل دہلوی	بوارق محمدیہ ردّ فرقِ نجدیہ
۵۔ // // //	المعتقد المنتقد
۶۔ // // //	تلخیص الحق
۷۔ // // //	احقاق الحق و ابطال الباطل
۸۔ // // //	سوط الرحمٰن علی قرن الشیطٰن
۹۔ // // //	سیف الجبار علی الاعداء للابرار (۱۲۵۶ھ)
۱۰۔ مولانا محمد فضل حق خیرآبادی (ہم عصر اسمٰعیل دہلوی) تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ
۱۱۔ // //	امتناع النظیر
۱۲۔ مولانا احمد سعید نقشبندی دہلوی ۱۲۷۷ھ	تحقیق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین
۱۳۔ مولانا مفتی محمد صدرالدین آزردہ دہلی	منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال
۱۴۔ مولانا غلام قادر بھیروی ۱۳۲۶ھ	الشوارق الصمدیہ (تلخیص بوارق محمدیہ)

۱۵۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی ۱۳۵٦ھ	اعلاء کلمة الحق
۱٦۔ //	الفتوحات الصمدیہ
۱۷۔ شیخ الاسلام علامہ احمد بن زینی دحلان مکّی	الدرر السنیة فی الرد علی الوہابیہ
۱۸۔ مولانا غلام دستگیر قصوری ۱۳۱۵ھ	تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل (مصدقہ علماے حرمین شریفین)
۱۹۔ // // // //	فتنة الوہابیہ
۲۰۔ مولانا عبداللہ محدّث خراسانی	السیوف البارقة علی رؤس الفاسقہ
۲۱۔ مولانا احمد حسن پنجابی (خلیفہ حاجی امداد اللہ صاحب)	تنزیہ الرحمٰن عن شائبة الکذب والنقصان
۲۲۔ مولانا نبی بخش لاہوری	الرح الدیانی علیٰ رأس الوسواس الشیطانی
۲۳۔ مولانا مخلص الرحمٰن چاٹگامی اسلام آباد	شرح الصدور فی دفع الشرور فارسی (ردّ التقویة الایمان)
۲۴۔ مولانا محمد سلطان کٹکی	تنبیہ الغرور (ردّ تقویة الایمان)
۲۵۔ // //	میزان العدالة فی اثبات الشفاعة
۲٦۔ مولانا کریم اللہ دہلوی	ہادی المضلّین
۲۷۔ مولانا حکیم فخر الدین الٰہ آبادی	ازالة الشوک والاوہام
۲۸۔ مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی	شرح تحفہ محمدیہ ردفرقہ مرتدیہ (ردتقویة الایمان)
۲۹۔ مولانا سید حیدر شاہ صاحب کچھ بھوج	ذوالفقار الحیدریہ علیٰ اعناق الوہابیہ
۳۰۔ مولانا محمد احسن پشاوری (معروف حافظ دراز)	تحقیق وتوحید وشرک (فارسی)
۳۱۔ مولانا شیخ محمد عابد سندھی ثم مدنی	حیاة النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
۳۲۔ مولانا مفتی محمد صبغة اللہ مدراسی مفتی مدراس	گلزارِ ہدایت
۳۳۔ مولانا عبداللہ سہارن پوری	تحفة المسکین فی جناب سید المرسلین
۳۴۔ مولانا خلیل الرحمٰن یوسفی مصطفیٰ آباد	رسم الخیرات
۳۵۔ // //	تحلیل ما احل اللہ فی تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ
۳٦۔ مولانا تراب علی لکھنوی	سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح

۳۷۔ مولانا محبّ احمد بدایونی	الطّوارق الاحمدیہ (فارسی)
۳۸۔ سید لطف الحق بن جلیل الحق اٹاوی	سلاح المؤمنین فی قطع الخارجین
۳۹۔ مولانا محمد وجیہ استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ	نظام الاسلام
۴۰۔ مولوی ظہور علی صاحب	تحقیقیۃ الحقیقہ (اسلامی علوم وفنون ص ۳۰۳)
۴۱۔ مولوی محمد حسین تمنا	حفظ الایمان (ردّ تقویۃ الایمان)
۴۲۔ مولانا محمد اسلمی مدراسی	سفینۃ النجاۃ
۴۳۔ مولانا سید بدرالدین الموسوی حیدرآبادی	احقاق الحق
۴۴۔ مولانا نصیر احمد پشاوری	احقاق الحق (ردّ تقویۃ الایمان)
۴۵۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین رام پوری	اشعار الحق فی الرد علیٰ معیار الحق
۴۶۔ مولانا عبدالرحمٰن سلہٹی	سیف الابرار المسلول علی الفجار
۴۷۔ مولانا وصی احمد محدّث سورتی	جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد
۴۸۔ مولانا قاضی فضل حق لدھیانوی	انوار آفتاب صداقت
۴۹۔ مولانا مفتی محمد غوث ہزاروی	تاریخ وہابیہ
۵۰۔ مولانا عبداللہ بہاری ٹونکی	عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب (علمائے اہل سنت، ص ۱۶۰)
۵۱۔ مولانا شاہ محی الدین بدایونی ۱۲۷۰ھ	شمس الایمان
۵۲۔ مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری (مرید وخلیفہ حاجی امداد اللہ صاحب)	انوار ساطعہ
۵۳۔ مولانا ابوالعلا محمد خیرالدین مدراسی	خیر الزاد لیوم المعاد
۵۴۔ مولانا معلم وابراہیم خطیب جامع مسجد دہلی	نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ
۵۵۔ مولوی محمد یونس صاحب مترجم عدالت شاہی	دفع البہتان فی رد بعض عیبہ الانسان
۵۶۔ مولانا قاضی محمد حسین کوفی	ہدایۃ المسلمین الیٰ طریق الحق والیقین
۵۷۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا	صحیح الایمان (شائع شدہ از بریلی تہافہ، ص ۲)
۵۸۔ شیخ الاسلام سلیمان بن عبدالوہاب نجدی	الصواعق الالٰہیہ
۵۹۔ علامہ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن عتاق	الاشعار للاولیاء الابرار (رد کتاب التوحید)

۶۰۔ علامہ سید محمد علوی الحداد بعلوی	جلاء الظلام فی الرد علی المنجدی الذی اضل العوام
۶۱۔ // //	التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابین
۶۲۔ مولانا نقی علی خان بریلوی	تزکیۃ الایقان (رڈ تقویۃ الایمان)
۶۳۔ // //	الصاعقۃ الرابیۃ علی الفرقۃ الوہابیہ
۶۴۔ مولانا خواجہ محمد حسن جان مجددی سرہندی ۱۳۴۶ھ	الاصول الاربعۃ فی تردید الوہابیہ
۶۵۔ مولانا احمد علی مئوی	اباطیل وہابیہ (از الاصول الاربعہ ص ۵)
۶۶۔ مولوی نظام الدین ملتانی	سیف الابرار (//)
۶۷۔ مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد)	نجم لرجم الشیاطین (دس جلدیں بزبان عربی)
۶۸۔ مولانا منصور علی صاحب سید احمد رائے بریلوی	فتح المبین (ردظفر المبین فی ردمغالطات المقلدین ازہری
اردو میں وہابی ادب۔ ص ۴۷	چند ابن دیوان مرید
۶۹۔ مفتی نوراللہ مناظر جنگ متوطن مچھراؤں مراد آباد	ہدایۃ الوہابین (وہابی ادب، ص ۵۱)
۷۰۔ مولانا منور الدین دہلوی (متوفی ۱۲۷۳ھ)	کتاب کا نام معلوم نہ ہوسکا۔
شاگرد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	

ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ابتدا میں مولانا اسمٰعیل دہلوی اور ان کے رفیق اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے دادا مولانا عبدالحی (جو مولوی اسمٰعیل کے ہم خیال ہوگئے تھے) کو بہت فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث و رڈ میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد دہلی کا وہ شہرۂ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علماے دہلی۔

(بحوالہ آزاد کی کہانی، ص ۵۶)

۷۱۔ مولانا فیض احمد بدایونی ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء	// // //
۷۲۔ مولانا ابوالخیر دہلوی	بحوالہ مقامات خیر
۷۳۔ علامہ شامی	فتاویٰ شامی

مراجع

محضر جہاں گیری، اصول اربعہ، الثقافۃ الاسلامیہ، تہافہ الوہابیہ، انوار آفتاب صداقت، تذکرۂ علمائے اہل سنت وغیرہ۔

....

معمولی تلاش و جستجو کے بعد یہ فہرست مرتب کی گئی ہے۔ اگر کوئی فاضل اس موضوع پر کام کریں تو ان کا عظیم علمی کارنامہ ہوگا۔ اور بہت حد تک ان غلط فہمیوں کے ازالہ میں مدد مل سکتی ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں علمائے دیوبند نے پھیلا رکھی ہیں۔

عبدالمنان کلیمی

(مطبوعہ بر ''تحقیق الفتویٰ'' شائع کردہ

دائرۃ المعارف الامجدیہ قصبہ گھوسی، مئو اعظم گڑھ)

کیا مسلک اعلیٰ حضرت پانچواں مسلک ہے؟

عربی لغت میں مسلک کا معنی و مفہوم طور طریقہ، راستہ اور اصول و دستور کے ہے۔
مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح غرض و غایت اور اس کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمہ گیر شخصیت اور نا قابل انکار عظیم خدمت کو جاننا ضروری ہے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ جب اس خاکدان گیتی میں تشریف لائے اور ضروری علوم و فنون کے حصول سے فارغ التحصیل ہوکر منصب فقہ و افتا پر جلوہ آرا ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ اس دور میں بہت سارے نام نہاد علما انگریز جیسی سامراجی تحریک کے آلہ کار بن چکے ہیں اور مذہب و ملت کے معاملہ میں سخت مداہنت فی الدین یہاں تک کہ بارگاہ خداوند اور حضور اقدس ﷺ اور مقتدر اولیاے کرام میں سخت کج فکری کے شکار ہیں اور اپنے انگریز آقاؤں کو خوش رکھنے کے لئے اپنی تصنیفات میں قرآن و حدیث اور اپنی بات کہنے میں زبردست طریقہ پر جری ہیں، چنانچہ اسی ماحول میں سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام تر اسلامی ،فکری و فقہی اور کلامی جولانیوں کے ساتھ قلم اٹھایا اور ان تمام طاغوتی طاقتوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ آج تک ان علماء سو اور ان کے متبعین کو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی جس کی ساری تفصیل کتاب حسام الحرمین، المعتقد ، فتاوی رضویہ اور سبحان السبوح وغیرہم کی شکل میں آج بھی ارباب علم و قلم کو دعوت فکر و نظر دیتی آرہی ہے۔

اسی تناظر میں اس دور کے علمائے سو کے باطل افکار و خیالات سے سیدنا اعلیٰ حضرت کے صحیح حق و فکر و نظر کو ممتاز و متعارف کرنے کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کا

ذکر کیا جاتا ہے تا کہ سب پہ واضح ہو جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سلف صالحین کی فکر و نظر اور ان کے طریقہ و مسلک کا ترجمان اور بیان ہے گویا کہ یہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہی مسلک ہے جو قرآن حدیث سے مستفاد و مستخرج ہے۔ یہاں بات بھی واضح ہے کہ ہر دور کے نت نئے کچھ تقاضے ہوتے ہیں جس کو اس دور کے علماے امت پورا کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں جیسا کہ ایک موقعہ سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور یہ بتایئے کہ صحیح مسلمان کی صحیح شناخت کیا ہے؟ تو آپ نے اس استفسار کے جواب میں فرمایا کہ شیخین کریمین کی فضیلت و اولیت اور مسح خفین کا قائل ہو۔

اگر کسی کو مسلک اعلیٰ حضرت کی اس تشریح و توضیح سے اختلاف ہے تو وہ یہ ثابت کرے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی فلاں کتاب اور تصنیف میں قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کے خلاف موشگافی فرمائی ہے لیکن راقم السطور ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہے کہ ایسی کوئی مثال مسلک اعلیٰ حضرت میں نہیں دکھائی جاسکتی ہے بلکہ انھوں نے ہر جگہ اپنے مسلک و مشرب میں اسلافِ کرام کے افکارِ حقہ کو ثابت فرمایا ہے اور اسی کو اپنا مسلک و مشرب بنا کر پیش فرمایا ہے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب قارئین پر یہ عیاں ہو گیا ہوگا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک یا کوئی پانچواں مسلک نہیں ہے بلکہ یہ مکمل طور پر قرآن و حدیث اور فقہ حنفی اور تمام اسلاف کرام کی افکار و نظریات کا ترجمان ہے اور اس نقطۂ نظر سے مسلک اعلیٰ حضرت کہنا اور لکھنا اور اس کا نعرہ لگانا جائز و درست ہے۔

(مطبوعہ سہ ماہی جام شرافت لکھرالہ اپریل مئی ۲۰۰۷ء ص ۴۳،۴۲)

☆☆☆☆☆

ادارہ تحقیقات ونشریات کے اغراض ومقاصد

(۱) اصلاح عقیدہ اور اصلاح اعمال کے عنوان پر کثیر تعداد میں کتب کی اشاعت کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی انجام دینا۔

(۲) ''ندائے مجلس'' کے نام سے ایک معیاری سالانہ مجلّہ کی اشاعت۔

(۳) اہم اور قابل قدر علماء کی دینی وملی خدمات پر مشتمل کارنامے کے تذکرہ کی اشاعت۔

(۴) معقول معاوضہ دے کر قابل کار افراد سے حسب ضرورت موضوعات پر کتابیں تصنیف کرانا۔

(۵) اہم دینی وعلمی، سماجی، ملی، قومی مسائل پر سیمینار وسمپوزیم کا انعقاد۔

(۶) دیگر زبانوں میں اشاعت پذیر اہم اسلامی مواد پر مشتمل کتابوں کا ترجمہ۔

تعاون کے طریقے

عام ممبر شپ سالانہ : 1000

خاص ممبر شپ سالانہ : 2000

خصوصی ممبر شپ سالانہ : 3000

اعزازی ممبر شپ سالانہ : 5000

Rs. 25